ماہنامہ
دخترانِ اسلام
لاہور
مئی 2021ء

قرآن اور فہمِ قرآن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

عید الفطر کی فضیلت و اہمیت

اسلامی ریاست میں زکوٰۃ کی اہمیت

دعوتِ دین اور داعی کی زندگی

فریدِ ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کانفرنس میں
صدر MQI ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا خصوصی خطاب

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ سیّدۂ خدیجہ الکبری سلام اللہ علیہا کانفرنس میں محترمہ فضہ حسین قادری کا خصوصی خطاب

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 28 شمارہ: 5 / رمضان/شوال ۱۴۴۲ھ / مئی 2021ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ اسماعیل

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نور اللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام — فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(عیدالفطر، کورونا وائرس کی وبا اور ہماری دینی و انسانی ذمہ داریاں) 4

فکرِ شیخ الاسلام

قرآن اور فہمِ قرآن — مرتبہ: نازیہ عبدالستار 5

فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ — محمد شفقت اللہ قادری 7

ادب اور ثقافت قوموں کی پہچان ہے — سمیہ اسلام 11

روزہ کا بڑا مقصد روح کی پاکیزگی ہے — محمد سجاد فیضی 16

اسلامی ریاست میں زکوٰۃ کی اہمیت — ڈاکٹر فرخ سہیل 19

عیدالفطر کی فضیلت و اہمیت 22

خوشحال خاندان پرامن معاشرے کی اساس — تحریم رفعت 24

دعوتِ دین اور داعی کی زندگی — انیلا الیاس 26

امام زین العابدین علیہ السلام — سعدیہ کریم 30

گلدستہ: نیکی کرنے والا نیکی کا صلہ ضرور پاتا ہے — مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین 33

آپ کی صحت: سحر و افطار میں کھانے، پینے میں احتیاط برتیں — ویشاء وحید 35

Labours: The Nation Builders (Aqsa Munawar) 40

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

قیمت فی شمارہ -/35 روپے — سالانہ خریداری -/350 روپے

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرق وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ج ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ط حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ.

(الانعام،٦: ٦٠، ٦١)

’’اور وہی ہے جو رات کے وقت تمہاری روحیں قبض فرما لیتا ہے اور جو کچھ تم دن کے وقت کماتے ہو وہ جانتا ہے پھر وہ تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ (تمہاری زندگی کی) معیّنہ میعاد پوری کر دی جائے پھر تمہارا پلٹنا اسی کی طرف ہے پھر وہ (روزِ محشر) تمہیں ان (تمام اعمال) سے آگاہ فرما دے گا جو تم (اس زندگانی میں) کرتے رہے تھے۔ اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تم پر (فرشتوں کو بطور) نگہبان بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے (تو) ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ خطا (یا کوتاہی) نہیں کرتے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنہم قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ مَشَى فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ حَتَّى يُتِمَّهَا لَهُ أَظَلَّهُ اللهُ عزوجل بِخَمْسَةِ آلَافِ. وفي رواية: بِخَمْسَةٍ وَسَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ صَبَاحًا حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ كَانَ مَسَاءً حَتَّى يُصْبِحَ وَلَا يَرْفَعُ قَدَمًا إِلَّا كُتِبَتْ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ وَلَا يَضَعُ قَدَمًا إِلَّا حَطَّ اللهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ.

’’حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہم دونوں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے (کسی مسلمان) بھائی کے کام کے سلسلہ میں چل پڑا یہاں تک کہ اسے پورا کردے اللہ عزوجل اس پر پانچ ہزار، اور ایک روایت میں ہے کہ پچھتر ہزار فرشتوں کا سایہ فرما دیتا ہے وہ اس کے لئے اگر دن ہو تو رات ہونے تک اور رات ہو تو دن ہونے تک دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے بدلے اس کے لئے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اس کے (اپنے مسلمان بھائی کی مشکل کو حل کرنے کے لئے) اٹھانے والے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۷۸۰، ۷۸۱)

خواب

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیرِ مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی

(کلیاتِ اقبال، بالِ جبریل، ص:592)

تعبیر

جمہوریت مسلمانوں کے رگ و ریشے میں پیوست ہے اور ہم نے ہمیشہ مساوات، اخوت اور استقلال کو پیش نظر رکھا ہے۔ اسلام میں کوئی ایسا موقع محل نہیں ہے جہاں کوئی فردِ واحد اپنی من مانی کر سکے۔

(شاہی دربار، سبی بلوچستان، 14 فروری 1947ء)

تکمیل

مردِ حق وہ ہوتا ہے جس میں دنیا گم ہوتی ہے اور دنیا اس کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہے ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اللہ اس بندے کا ارادہ کر لیتا ہے اور جب اللہ کسی کو چاہنے لگے تو پھر دنیا بھی اس کی محبت کی متلاشی دکھائی دیتی ہے جب ہم دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگتے ہیں تو دنیا ہماری مراد بن جاتی ہے اور ہم دنیا کے مرید ہو جاتے ہیں۔ اس تصور کو اس مثال سے سمجھیں کہ جب ہم سائے کے پیچھے چلے تو سایہ آگے آگے ہوتا ہے اور ہم پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور اگر اسی جگہ رخ بدل لیں اور سائے کی طرف پشت کر کے الٹی سمت چلنے لگ جائیں تو پھر ہم آگے چلتے ہیں اور سایہ پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ اسی طرح جب تک ہم دنیا کو نہیں چھوڑتے دنیا ہمیں نہیں چھوڑتی۔ (خطاب بعنوان: تعلق باللہ اور معرفتِ الٰہیہ۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

اداریہ

عید الفطر، کورونا وائرس کی وبا اور ہماری دینی و انسانی ذمہ داریاں

عید الفطر کا دن رمضان المبارک کی عظیم نعمت کے عطا ہونے اور رضائے الٰہی کی خاطر روزے رکھنے کی توفیق میسر آنے پر اظہار مسرت اور سجدہ شکر بجا لانے کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ فضیلت کے اعتبار سے عید الفطر کا دن اہل ایمان کیلئے لامحدود برکات اور انعام و اکرام کا حامل ہے لیکن یہ دن حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے امت کو بطور خاص عطا کیا گیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کے مشاہدہ میں آیا کہ مقامی لوگ طویل عرصہ سے اظہار مسرت کے طور پر دو ایام مناتے تھے، ان ایام کو عرب کلچر میں ایک خاص ثقافتی امتیاز اور مقام حاصل تھا۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں دو بہتر دن عطا کئے ہیں یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ۔ ان ایام کو اظہار مسرت کے طور پر مناؤ۔

یقیناً پورا مہینہ نفسانی خواہشات کی نفی کر کے اپنے آپ کو رضائے الٰہی کے حصول تک محدود کرنے والوں کیلئے عید الفطر کے دن کی ہر گھڑی اور ہر لمحہ ناقابل بیان خوشی و شادمانی کا حامل ہوتا ہے۔

عید الفطر اس بار بھی کورونا وائرس کی خطرناک تیسری لہر کے موقع پر آئی ہے یہ تیسری لہر انتہائی خطرناک ہے۔ کووڈ 19 کے مثبت کیسز کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اموات کی شرح بھی کئی گنا بڑھ چکی ہے۔ کاروباری سرگرمیاں جزوی معطل ہیں اور حکومت اور صحت کے عالمی اداروں کی طرف سے اس تیسری خطرناک لہر سے بچنے کیلئے احتیاطی تدابیر پر سختی سے عملدرآمد کرنے کی مسلسل ہدایات دی جا رہی ہیں اگرچہ ویکسین آ چکی ہے اور اس سے استفادہ بھی کیا جا رہا ہے تاہم انفیکٹڈ افراد کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اس سے نبرد آزما ہونے کیلئے حکومتی و ریاستی سطح پر طبی سہولیات ناکافی ثابت ہو رہی ہیں۔ اس وائرس کے پھیلاؤ کی روک تھام کیلئے حکومت کا انتظامی کردار اسی وقت ہی موثر اور نتیجہ خیز ثابت ہو سکے گا جب عوام احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے ضمن میں ایس او پیز پر مکمل عملدرآمد کریں گے۔ وباؤں سے نمٹنے کیلئے دین اسلام میں واضح تعلیمات اور ہدایات دی گئی ہیں اور اس ضمن میں حضور نبی اکرم ﷺ کے فرامین ہم سب کے سامنے ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس بارے میں تفصیل سے امت کی رہنمائی فرما چکے ہیں جس کا لب لباب یہ ہے کہ جب تک وباء شدت کے ساتھ موجود ہے فاصلے اختیار کئے جائیں اور غیر ضروری میل ملاقاتوں اور نقل و حمل سے گریز کیا جائے۔

عید الفطر کی دینی اہمیت اور فضیلت کے ساتھ ساتھ اس کی سماجی، معاشی، فلاحی اور ثقافتی اہمیت بھی ہے۔ عید الفطر کی آمد پر معاشی و اقتصادی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ ان ایام میں ہونیوالی کاروباری سرگرمیاں فرد کی معاشی بحالی اور اقتصادی استحکام میں اہم کردار ادا کرتی ہیں لیکن کورونا وائرس کی وبا کے باعث حکومت کی طرف سے انسانی جان اور صحت کے تحفظ کیلئے کاروباری اوقات کار کو محدود کر دیا گیا ہے یہ بڑی مشکل اور صبر آزما گھڑی ہے۔ رمضان المبارک صبر اور استقامت کا درس دیتا ہے اس حوالے سے کاروباری طبقہ اور عامۃ الناس کو انسانیت کے وسیع تر مفاد میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا جب تک اس وبا کا خاتمہ نہیں ہو جاتا ایس او پیز پر عمل ہونا چاہیے۔

عید الفطر کا دن ثقافتی اعتبار سے بھی ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس دن عزیز و اقارب، دوست احباب جو سالہا سال اپنی مصروفیات کے باعث باہمی روابط قائم نہیں رکھ پاتے وہ عید کے ایام میں جوش و خروش سے ملتے اور جمع ہوتے ہیں۔ اجتماعی دستر خوان سجتے ہیں اور بڑے پیمانے پر سماجی نوعیت کے اکٹھ ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا خوبصورت ثقافتی رنگ ہے کہ جس میں شرق تا غرب ہر کلمہ گو مسلمان رنگا ہوا نظر آتا ہے۔ اس بار ہمیں ان ثقافتی محافل اور باہمی میل ملاقات کو بھی محدود رکھنا ہوگا۔ اگرچہ یہ ایک تکلیف دہ آزمائش ہے مگر مفاد عامہ اور اپنی اور اپنے اہل خانہ کی صحت و تندرستی کیلئے ممکنہ حد تک اس پر عملدرآمد کرنا ہوگا۔ تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے ہم مستحقین کو ان خوشیوں میں شریک کر سکتے ہیں۔ ضرورت مندوں کی پہلے سے زیادہ مدد کر کے ہم اللہ سے دعا کریں کہ وہ رمضان المبارک میں انجام دی گئی عبادات کو قبول فرمائے اور کورونا وائرس کی وبا سے انسانیت کو جلد سے جلد نجات دے۔

فکرِ شیخ الاسلام

قرآن اور فہمِ قرآن

قرآن مجید سے جڑنا اللہ کی صفت سے جڑنا ہے

قرآن کو محبت کے ساتھ سنا، پڑھا اور سمجھا جائے

خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتب: نازیہ عبدالستار

آقا علیہ السلام کی جملہ اسلامیان عالم جنہیں امتی ہونے کا شرف حاصل ہے ان کے لیے یہ پیغام ہے کہ قرآن کو بڑی محبت کے ساتھ سننا اور قرآن کو بڑی گہرائی کے ساتھ سمجھنا قرآن مجید کو بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی زندگیوں میں اتارنا اور قرآن کے پیغام کو سمجھ کر آگے دوسروں تک پہنچانا بہت بڑی برکت اور سعادت کی بات ہے۔ قرآن مجید کی قرات مخلوق ہے۔متلو اس کہتے ہیں جس کی قرات کی گئی ہو وہ مخلوق نہیں بلکہ وہ اللہ کی صفت ہے۔ قرآن کے الفاظ وحروف، آواز و لہجہ مخلوق ہے مگر جو سنا گیا وہ مخلوق نہیں وہ اللہ کی صفت ہے۔ یہ بڑا عظیم برزخی رشتہ ہے جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے مخلوق سے جڑا ہوا ہے۔

اللہ کی جملہ صفت اسی طرح غیر مخلوق ہیں جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے اس ذات کا فیض ہم میں منتقل ہوا ہے جب قرآن کو اپنے اندر اتارتے ہیں، روزانہ پڑھتے ہیں۔ اس میں غوروفکر کرتے ہیں، اس کی گہرائیوں میں اترتے ہیں، اس کی معارف کی وادیوں میں اترتے ہیں، اس کے پیغامات کی وادیوں میں چلتے ہیں، اس کے سمندروں میں ڈوبتے ہیں اس کی لہروں میں بہتے ہیں، تو دل، ذہن اور روح حتی کہ سارا باطن منور سے منور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے امت قرآن سے کٹ گئی۔ دنیا میں خوبصورت آواز کے ساتھ کلام پڑھنے والا جیسے گانا گانے والا اگر (کسی کلام کو) ترنم سے پڑھتا ہے تو قلب و باطن کو کتنا سرور ملتا ہے یہ سرور، لذت، کیفیت وحلاوت اور اثرات ان کلمات کا ہے جو ایک انسان نے لکھے، پڑھے اور گائے ہیں تو ان کلمات کے ظاہری و باطنی کلمات کا اثر کیا ہوگا؟ جو اللہ نے کہے ہیں جس کو اس نے لوح محفوظ پر محفوظ رکھا تھا۔ جس کو اس نے لوح محفوظ سے بیت العزت (یعنی آسمان دنیا) پر منتقل کرکے رکھا تھا جسے اس نے جبرائیل امین کے ذریعے آقا علیہ السلام کے قلب اطہر پر نازل کیا تھا اور آقا علیہ السلام کی زبان مبارک سے امت تک پہنچا۔ آقا علیہ السلام کا قلب اطہر وہ مقام ہے جو لوح محفوظ سے بھی عظمت تر ہے۔

قرآن مجید وہ بیان ہے جو حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے ادا ہوا ہے۔ قرآن کتابی صورت میں مخلوق ہے مگر جو کلام اپنے لفظ اور معنی میں محفوظ کرتا ہے وہ مخلوق نہیں وہ اللہ کی صفت ہے۔ قرآن سے جڑنا دراصل اللہ کی صفت سے جڑنا ہے کیونکہ قرآن کی صفات اللہ کی ذات کے ساتھ جوڑ دیتی ہیں۔ قرآن ایک ایسی چیز ہے جو فرشی کو عرشی بنادیتی ہے۔ اللہ رب العزت کے صفات وتجلیات کے سمندروں میں غوطہ زن کرتی ہے۔

اس لیے منہاج القرآن کے عظیم تر اہداف میں سے ایک ہدف رجوع الی القرآن ہے۔ قرآن سے ٹوٹے ہوئے تعلق کو جوڑنا، طبیعتوں کو قرآن کے رجوع کی طرف آمادہ کرنا۔ قرآن کی تلاوت، قرآن کے فہم، قرآن کے معنی ومفہوم، قرآن کے معارف اور قرآن کی تبلیغ پر لوگوں کو آمادہ کرنا تاکہ انوار قرآن

سے انفرادی زندگیاں بھی منور ہوں اور معاشرے کی اجتماعی زندگی بھی منور ہوں۔ ہر روز ایک رکوع، 10 آیتیں، 7 آیتیں جتنی فرصت ملے قرآن مجید کو یکسوئی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر معنی و ترجمہ کے ساتھ تلاوت کیا کریں۔ تمام امت مسلمہ کے لیے پیغام ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو قرآن مجید کے ساتھ جوڑیں۔ اپنے اور قرآن کے درمیان فاصلے کو ختم کریں۔ قرآن کو اپنی زندگیوں میں اتاریں۔ قرآن مجید کو اپنا محبوب بنالیں۔ قرآن سے عشق کریں۔ قرآن کو دیکھیں تو آنکھوں کو راحت ملے۔ قرآن کو پڑھیں تو لذت ملے، قرآن کو سمجھیں تو کیفیت ملے۔

ایسا رشتہ قرآن کے ساتھ استوار کرلیں جو کبھی نہ ٹوٹے، ہر رفیق جو حق رفاقت ادا کرنا چاہتا ہے۔ ہر رکن اور کارکن جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے، میرے ساتھ محبت کو نبھانا چاہتا ہے تو مرتے دم تک جتنی فرصت ملے۔ قرآن کو باوضو ہو کر یکسوئی کے ساتھ محبت کی نگاہ ڈالیں یہ جانتے ہوئے کہ محبوب حقیقی کا کلام ہے جیسے محبوب ترین دوست کا خط پڑھ کر لذت و کیفیت ہوتی ہے، بار بار پڑھتے اور جھومتے ہیں اس طرح قرآن محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کے خطوط کا مجموعہ ہے جو اس نے اپنے محبوب ﷺ کو ہمارے لیے بشکل قرآن بھیجے۔ اس کو ترجمہ سے پڑھیں اور سمجھیں۔ بڑے دکھ کی بات ہے امت مسلمہ بالعموم اور عشق کا دعویٰ کرنے والے اہل سنت، غلامی رسول ﷺ کا دم بھرنے والے بالخصوص قرآن سے عملاً کٹ گئے ہیں۔ زبان کے دعویٰ سے کچھ نہیں ہوتا۔ دعویٰ بے معنی ہے اگر عملی حقیقت کے طور پر سامنے نہ آئے۔

قرآن کریم کو اپنی زندگیوں کا وظیفہ بنالیں تو آپ کا میرے اور تحریک منہاج القرآن سے وابستگی کا حق ادا ہوگا۔ اس میں تدبر کرنا، اس کا فہم اور معرفت حاصل اس قرآن کو محبت سے دیکھنا، اللہ کی صفات کی معرفت میں ڈوبنا کیونکہ یہ ذات الٰہی، بارگاہ الٰہی سے جوڑ دیتا ہے۔ یہ فرش اور عرش تک کا فاصلہ کم کردینے والی حقیقت ہے۔ تلاوت قرآن، فہم قرآن، تدبر قرآن، عمل بالقرآن، رجوع الی القرآن یہ میرا پیغام ہے کہ تنظیمات کے عہدیداران، دعوت کا کام کرنے والے، تنظیموں کے ذمہ داران، یوتھ لیگ، MSM، ویمن لیگ مشن سے منسلک ہر گھرانہ ہر شخص تلاوت قرآن کو زندگی کا معمول بنائے۔ قرآن مجید سے محبت کریں، جڑ جائیں، روزانہ پڑھیں، تلاوت کریں، اس کو زندگی میں اتاریں اور دیکھیں کہ قرآن آپ کی زندگی میں کتنا آگیا ہے، آپ کی زندگی اور قرآن کے معنی و معارف کے درمیان کتنا فاصلہ کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے سوال کیا کہ آقا علیہ السلام کی سیرت کیا تھی؟ آقا علیہ السلام کے آداب زندگی کیا تھے؟ فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ کیونکہ سارا قرآن مصطفیٰ ﷺ کی سیرت ہے۔ (احمد بن حنبل، المسند، ٦ ص ٩١)

اللہ رب العزت نے کلام کی صورت میں قرآن اتارا۔ آقا علیہ السلام کی سیرت کی صورت میں قرآن کا پیکر انسانیت کو عطا کیا۔ آپ قرآن کو اپنی زندگی میں اتاریں گے تو واللہ آقا علیہ السلام کی سیرت کے ساتھ بھی جڑ جائیں گے، مسلک اہل سنت میں اس کی بہت بڑی کمی ہے جبکہ عرب دنیا میں لوگ نماز کے وقفے میں بھی آتے ہیں تو قرآن کو پڑھتے ہیں کیونکہ وہ عرب ہیں تو وہ سمجھتے بھی ہیں۔ تلاوت ان کا بالعموم معمول ہے۔ فہم ان کو بآسانی دستیاب ہے۔ ٹھیک ہے گہرائی مفاہیم تک وہ صحیح نہیں پہنچتے ہوں گے۔ لیکن عام احکام تو سمجھ میں آتے ہیں چونکہ ہماری زبان عربی نہیں ہے اس لیے ضروری ہے کہ ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے، سمجھ بھی تو آئے وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ اللہ حکم کیا دے رہا ہے۔ اللہ ہم سے طلب کیا فرمارہا ہے اور ہم کیا کریں؟ قرآن اس فاصلہ کو کم کردینے والی حقیقت ہے۔ قرآن کو زندگی میں اتاریں، تادم مرگ قرآن سے پڑھنے اور سمجھنے کا رشتہ نہ توڑیں۔ اللہ رب العزت ہمیں قرآن سے ایسا تعلق قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

فریدِ ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ

فریدِ ملتؒ فقرِ مصطفوی کے خیرات یافتگان میں سے تھے

آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے زبدۃ الحکماء کی اعلیٰ ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی

فرید ملت سخن وری، انشا پردازی کے ماہر تھے، فن شعر و ادب میں شکیل مینائی سے رہنمائی لی

محمد شفقت اللہ قادری

کاملینِ تصوف کے نزدیک جب تک بندۂ مومن نفس کے پل صراط پر چڑھ کر ہفت منازلِ نفس عبور نہیں کرتا، قطعی طور پر ثمر ولایت نصیب نہیں ہوتا۔ فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ جیسے راہ نوردِ تصوف نے بطریقِ احسن اپنے تقویٰ کامل کے باعث تصوف کی منازلِ ہفت عبور کیں۔ آپ نفس کی وادئ پرخار سے باہر آئے تو صدیقین و صالحین کی صف میں کھڑے ہوگئے۔ جہاں آپ دولتِ بے نیازی اور اطمینانِ قلب سے بہرہ ور ہوئے۔

فریدِ ملت کے قلبِ سلیم میں نہ جنت کا لالچ تھا اور نہ ہی جہنم کا خوف طاری تھا کیونکہ اس مقام پر طلب گار دیدارِ مولا عبدالصالح کے دل میں جنت و جہنم کسی قسم کی لالچ یا خوف پیدا نہیں کرسکتیں۔

ایسے ہی مردانِ حق کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. (یونس،۱۰: ۶۲)

’’خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔‘‘

فریدِ ملتؒ اور تزکیۂ نفس کی منازلِ ہفت:

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ نے نفس کے پل صراط پر چڑھ کر تزکیۂ نفس کی مندرجہ ذیل سات منازل طے کیں:

۱۔ مقامِ نفس امارہ سے گزرے

۲۔ مقامِ نفسِ لوامہ پر پڑاؤ ڈالا

۳۔ مقامِ نفسِ ملھمہ نصیب ہوا

۴۔ مقامِ نفسِ مطمئنہ پر فائز ہوئے

۵۔ مقامِ نفسِ راضیہ پر متمکن ہوئے

۶۔ مقامِ نفسِ مرضیہ پر براجمان ہوئے

۷۔ مقامِ نفسِ کاملہ اور صافیہ مقدر میں لکھ دیا گیا۔

فرید ملت انہی منازلِ ہفت کی بدولت ساری زندگی طلبِ جستجو ربِ رحمٰن میں نظارہ دیدارِ الٰہی کے عکس منور میں گم و سرشار رہے۔

خصوصی پرہیزگاری:

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کی روحانی کیفیات زہد و ورع، تقویٰ، پرہیزگاری، سجود نیم شبی، حکمت و دانش اور سخن پردازی اور انشا پروری کھوجنے اور روحانیت کی کسوٹی پر پرکھنے کے لیے کامل ایمانی آنکھ، وجدانی کان اور ارتقائی سوچ مطلوب ہے۔

میرے مطابق! پراگندہ سوچوں اور خیالات کو خوفِ خدا یعنی خشیتِ ایزدی کے پانی سے وضو کروانے کی ضرورت ہے۔

فقرِ مصطفوی کے حامل:

فریدِ ملتؒ فقرِ مصطفوی کے خیرات یافتگان میں

سے تھے۔ پیروی فقرِ مصطفیٰ میں فقیر یار غار حضرت ابو بکر صدیقؓ کے طریق پر گامزن تھے۔ آپ فرید ملتؒ ملبوس لباسِ اتقیا، فخرِ فقیراں، قلی نشیں، درویش اور گدڑی پوش شریعت محمدی تھے۔

میرا ذاتی مشاہدہ خلوت نشینی ہے کہ آپ ہمہ وقت مثل مشہور ''ہتھ کار ول دل یار ول'' کے مصداق دیدارِ یار میں مستغرق رہتے۔

ایسے نفوسِ صالح کے لیے اور حامل روح مطہر کے لیے ربِ محمدﷺ فرماتے ہیں:

لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ.

''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں (بھی عزت و مقبولیت کی) بشارت ہے اور آخرت میں (بھی مغفرت و شفاعت کی/یا دنیا میں بھی نیک خوابوں کی صورت میں پاکیزہ روحانی مشاہدات ہیں اور آخرت میں بھی حُسنِ مطلق کے جلوے اور دیدار)، اللہ کے فرمان بدلا نہیں کرتے، یہی وہ عظیم کامیابی ہے۔'' (یونس، ۱۰: ۶۴)

''دنیا اور زندگی میں عزت اور قبولیت کی بشارت ہے اور آخرت میں معرفت اور شفاعت کی۔ دنیا میں نیک خوابوں کی صورت میں پاکیزہ روحانی مشاہدات میں بھی حسن مطلق کے جلوے اور دیدار ہیں۔

اللہ رب العزت کے فرمان بدلا نہیں کرتے، یہی وہ عظیم کامیابی ہے۔

گدڑی پوش قلندر:

لاریب فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کلی نشیں، گدڑی پوش قلندر و قادری درویش تھے۔

معلوم ہے گدڑی کیا ہے؟ گدڑی فقیر اور درویش کی خرقہ کو کہتے ہیں۔خرقہ؛ درویشوں کی اوڑھنی و کملی اور جھلی کو کہتے ہیں جس میں سیکڑوں رنگ برنگے پیوند لگے ہوتے ہیں۔ درحقیقت گدڑی فقیر کی روح کا لباس ہوا کرتا ہے جو اس کو اپنی جان سے بھی پیاری ہوتی ہے۔

ہم نشینو! فقیر کی گدڑی اس کی ہم رازِ شب و روز ہوتی ہے۔ بلا مبالغہ فریدِ ملتؒ گدڑی پوش شریعت محمدیﷺ تھے۔ گدڑی کے نیچے لگی نفسِ امارہ کی چادر کو رب ذوالجلال نے صبغۃ اللہ یعنی کہ اپنے رنگ و نورِ الوہیت سے اماروی سیاہی کے دھبے دھو کر سفیدی میں بدل دیئے تاکہ یہ شیطانی حملوں سے محفوظ رہے۔

یاد رہے کہ منبع جود و سخا فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ نے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے دھاگوں سے گدڑئ فقر کی سلائی اپنے دست التجا سے رات کے پچھلے پہر دہلیزِ مناجاتِ مولا پر نورِ ایمانی کی روشنی میں توبۃ النصوح کی سوئی سے کی۔ پھر خوشبوئے جوہرِ عطرِ نفس ملھمہ اور پھر خوشبوئے جوہر عطرِ نفس مطمئنہ لگائی اور پھر خوشبوئے جوہر عطر نفس راضیہ لگائی اور پھر خوشبوئے جوہر نفس مرضیہ لگائی۔ پھر خوشبوئے جوہر عطرِ نفس کاملہ لگائی۔

فریدِ ملتؒ نے تطہیر شدہ عطائی گدڑی فقرِ مصطفوی میں پھر پیوندِ فطری ہدایت لگایا، پیوندِ عقلی ہدایت لگایا، پیوند حسی ہدایت لگایا، پیوندِ نبویﷺ ہدایت لگایا، پیوندِ الہامی ہدایت لگایا، پیوندِ اختیاری جستجوئی ہدایت لگایا، پیوندِ قرآنی ہدایت لگایا اور پیوند ایمانی ہدایت لگایا۔

جب ہدایتی پیوندکاری ہو چکی تو فریدِ ملتؒ نے بارگاہِ رب العزت میں التجا کی کہ مولا کریم! مجھے اپنا ہدایت یافتہ بندہ بنا دے۔

خدا کی قسم ربِ محمدﷺ نے فریدِ ملت کی التجا کو قبولیت بخشی اور آپ کو ہدایت یافتگان میں سے کر دیا۔

فقرِ مصطفیٰ، عشقِ مصطفیٰ اور اشد حباللہ کا حسین امتزاج:

فریدِ ملتؒ فقرِ مصطفیٰ، عشقِ مصطفیٰ اور اشد حب اللہ کا حسین امتزاج تھے عشاقِ مصطفیٰ اور عشاقِ الٰہیہ کے لیے نسخہ کیمیا تھے بلکہ کشتۂ سہ آتشۂ عشق تھے جو آج بھی عشاقِ مصطفیٰﷺ کے قلوب و اذہان کو عشقی قوت و رعنائی بخشے ہوئے ہے۔

اتباع و اطاعتِ الٰہی، اطاعتِ رسالت مآب اور اشد حب اللہ کی عملی تفسیر:

قادرئ قلندر منہاج القرآن فریدِ ملتؒ کی درویشانہ،

فقیہانہ، قلندرانہ اور صوفیانہ عملی زندگی کا محور و مرکز یہ عناصر اربعہ تھے جنہوں نے آپ کو اشدّ حبا للہ کی عملی تفسیر بنا دیا:

۱۔ تعلیم محبتِ قرآن ۲۔ اطاعتِ الٰہی

۳۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ ۴۔ اتباع و اطاعتِ رسول ﷺ

کیونکہ فریدالدین قادریؒ ان عملی عناصرِ اربعہ کو ہی ایمانِ عشق کا صراطِ مستقیم سمجھتے تھے۔

فرید ملتؒ کے ایمانِ کامل کی امتیازی خصوصیات:

فرید ملتؒ کے علم و عمل کی روشنی میں اطاعتِ الٰہی، اطاعتِ رسالت، عشقِ الٰہی پر استقامت ہی تقویٰ اور ہدایت کی معراج ہے اور ایمان کامل کی ضمانت ہے۔

اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول کا پیکر:

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ اطیعو اللہ واطیعو الرسول ﷺ کے حکم قرآن پر عمل پیرا ہوکر پیکرِ ایمان بنے۔ فرماتے تھے قرآن ایمانی جلا اور رشد و ہدایت کا واحد سرچشمہ اور رجوع الی القرآن ہی صراط مستقیم ہے۔

فریدِ ملتؒ اور مقامِ صبر:

ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ بلاشبہ صبر باللہ، صبر للہ، صبر مع اللہ کے مقامِ عظیم پر متمکن تھے۔ یعنی کہ:

۱۔ صبر باللہ: صبر صرف اللہ کے لیے

۲۔ صبرِ للہ۔ صبر رضائے الٰہی کے لیے

۳۔ صبر مع اللہ۔ انسان مقام مطمئنہ پر پہنچ کر اپنے آپ کو احکام خداوندی کے تابع کر دیتا ہے۔

زبدۃ الحکماء اور نباضِ اجل:

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ زبدۃ الحکماء اور نباضِ اجل تھے۔ لکھنو سے واپسی پر جھنگ میں بالخصوص اور پنجاب میں بالعموم شہرت کی بلندیوں پر بطورِ حاذق طبیب اور مایہ ناز نباضِ دوراں آپ کا طوطی بولنے لگا۔

آپ کی قوتِ حافظہ، دسترس فنِ طب اور کشفی و روحانی شخصیت نے گردونواح میں دھوم مچادی۔

عطائے گولڈ میڈل اور اعزاز زبدۃ الحکماء:

فرید ملتؒ نے زبدۃ الحکماء کی اعلیٰ ڈگری امتیازی حیثیت سے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پرائیویٹ حاصل کی اور ملکی اخبارات میں تہلکہ مچ گیا کیونکہ یہاں طب میں سب سے بڑی ڈگری زبدۃ الحکماء تھی اور آپ اول پوزیشن اور گولڈ میڈل سے نوازے گئے۔

امتیازی اعزاز:

فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ نے لاہور میں نبض کے موضوع پر علمی اور منطقی مقالہ تحریر کیا جو چالیس صفحات پر مشتمل ہونے کے باعث ایک ادبی شہ پارہ بن گیا اور کم عمری میں تقریب میں صاحبِ صدر عبدالقادر نے جب فریدِ ملتؒ کے مقالہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ لگتا ہے یہ کسی طالب علم کا مقالہ نہیں بلکہ نبض پر کسی امام کی کمال کتاب معلوم ہوتی ہے۔

بے مثل عاشقِ مصطفیٰ ﷺ:

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کی طلب چاہت کے بحرِ بیکراں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور شدتِ دیدار چہرہ والضحیٰ کی گہرائی ناپنا ناممکن ہے۔

مستانے عاشقو! عشق میں عقل کا عمل دخل ہرگز نہیں ہوتا، عقل و دانش کا عمل دخل اس وقت تک رہتا ہے جب تک عشق عقل پر غالب نہیں آجاتا۔ محبت کا آتش فشاں پھٹتا ہے تو اس میں سے عشق چنگاریوں کی صورت آسمان کو چھوتا ہے۔

عشق فہم و ادراک پر غلبہ اختیار کرلیتا ہے۔ عشق کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو خرد و دانش کی حدود و قیود سے تجاوز کرجاتی ہے۔ کیونکہ جلوۂ جاناں ہمہ وقت روبرو ہوتا ہے۔ عشق حقیقی کی یہی واردات فرید ملتؒ کے قلب و ذہن پر غالب تھی۔

سخن وری، انشا پردازی:

شعر و ادب میں نامور ادیب شاعر شکیل مینائی سے فنِ شعر و ادب میں رہنمائی لی اور بہت جلد لکھنو کے بڑے بڑے مشاعرے آپ کے نام ہونے لگے۔

فرید ملتؒ کا لکھنوی طرزِ معاشرت اور تہذیب و

تمدن میں رہ کر مثبت ادبی علم و سخن سے شغف رہا۔

انشا پردازی اور شعر و سخن میں لکھنوی علمی اور ادبی ماحول نے کمال شخصی نکھار پیدا کیا اور آپ کی شخصیت کو چار چاند لگادیئے۔

فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کم عمر مگر نامور لکھنوی علمی ادبی حلقوں کی جان بن گئے تھے۔

کنگ جارج میڈیکل کے اعلیٰ اعزازات:

فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ نے ڈاکٹر اور طب یونانی کی باقاعدہ تعلیم جوائنٹ طبیہ کالج اور کنگ جارج میڈیکل کالج میں حاصل کی اور اعلیٰ اعزازات کے ساتھ کامیابیاں سمیٹیں۔

فرنگی محل لکھنو میں باقاعدہ تعلیم:

تعلیمِ طب کے دوران ہی فرنگی محل لکھنو میں ہونہاری اور ذہانت و فطانت کے باعث داخلہ مل گیا۔ یاد رہے فرنگی محل ایشیاء کا معروف ترین مرکزِ علم و فن تھا۔ آپ کی طلبِ جستجو نے یہاں بھی فرنگی محل کے اکابر علمی اور فضلاء کی توجہ خاص حاصل کرلی، یہی وجہ ہے کہ آپ نامور اکابرین علماء سے قلیل مدت میں طویل المدت علوم سے فیضیاب ہوئے اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔

حکیم عبدالوہاب نابینا انصاری سے باقاعدہ استفادۂ نبض:

لکھنو طبیہ کالج سے فراغت کے بعد نابغۂ عصر ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کو جناب پرنسپل طبیہ کالج شفاء الملک حکیم عبدالحکیمؒ نے اپنے سفارشی خط کے ساتھ نبض کی تشخیص کے لیے برصغیر پاک و ہند کے نامور شہرت یافتہ حکیم نباض اور ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کے معالج جناب حکیم عبدالوہاب نابینا انصاریؒ کے پاس بھیجا تاکہ باقاعدہ فن نبض شناسی میں بھی ملکہ حاصل ہوجائے۔

حیرت انگیز طور پر یہاں بھی ذہانت و فطانت کے جوہر دکھائے۔ زہد و تقویٰ اور طبعی بصیرت کے امتزاج نے ڈاکٹر صاحب کو سونا سے کندن بنادیا۔

حکیم عبدالوہاب نابینا انصاریؒ کی علمی اور روحانی شخصیت اور صحبت نے آپ میں قلبی و روحانی بصیرت کا حسین امتزاج پیدا کردیا جو عمر بھر فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا سرمایۂ زیست رہا ہے۔

پاکستان میں مسکن نشینی:

پاکستان جھنگ میں مسکن نشین ہوئے اپنے بھائیوں کو علم کی دولت سے سرفراز کیا اور نہ صرف اعلیٰ روزگار فراہم کیا بلکہ اچھا انسان اور بہترین مسلمان بنایا۔

علم دوست اور غریب دوست شخصیت:

فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ جھنگ پاکستان میں قیام کے بعد علمی و ادبی حلقوں کی جان بن گئے تھے۔ غریبوں اور بے سہارا لوگوں سے ہمدردی اور غمگساری آپ کی فطرت میں ودیعت تھی۔

سادگی میں کمال:

سادگی میں باکمال تھے تاہم فرش پر رہ کر عرشِ عظیم پر لو لگی ہوئی تھی۔

خوابوں کی تعبیر میں خاص ملکہ:

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ مشفق باپ اور بہترین انسان تھے۔ آپ کو خوابوں کی تعبیر میں خاص دسترس اور قدرت تھی۔

حرفِ آخر:

فریدِ ملتؒ میری نظر میں روحانی طور پر رجال الغیب میں سے لگتے تھے۔ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ بڑے سے بڑے عہدے پر متمکن اعلیٰ شخصیات پہلی نشست میں فقط گرویدہ ہی نہیں ہوجاتی تھیں بلکہ مریدی اختیار کرنے پر بضد ہوجاتیں جبکہ آپ ایسا نہیں کرتے تھے لیکن اپنی شفقت اور حلقۂ محبت میں شامل کرکے انہیں روحانی صحبت فراہم کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مردِ صالح کے روحانی فیوضات سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

ادب اور ثقافت قوموں کی پہچان ہے

اسلامی ثقافت کی بنیاد براہ راست وحی پر ہے

ثقافت قوموں کے عقائد، اخلاق و اطوار کی آئینہ دار ہوتی ہے

فیض احمد فیض نے کہا ثقافت زندگی سے کوئی الگ چیز نہیں ہے

سمیہ اسلام

قوموں کی پہچان اُن کے ادب اور ثقافت سے کی جاتی ہے۔ کسی بھی معاشرے کی اقدار و روایات اس کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس معاشرے کے لیے روح کی حیثیت رکھتی ہے۔اخلاقی و معاشرتی رسوم، علوم و فنون، عقائد و افکار کے مجموعے کو ثقافت خیال کیا جاتا ہے۔ علاقے کا رہن سہن، کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا، لوگوں سے میل جول اور انداز گفتگو ، شعرائے کرام، موسم، کھیل کود ،شادی بیاہ و دیگر رسومات بھی ثقافت میں شمار ہوتی ہیں۔ ثقافت کو اتحاد کی علامت بھی قرار دیا جاتا ہے۔ جن قوموں کی ثقافت ختم ہو جاتی ہے وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ کسی بھی قوم کو کمزور کرنے کے لئے سب سے پہلے اس کی ثقافت پر حملہ کیا جاتا ہے۔ہر قوم کی الگ ثقافت ہوتی ہے۔ کسی قوم کی ثقافت کبھی ہو بہو دوسری قوم کی ثقافت نہیں ہوتی ہے البتہ ثقافت پر دوسری قوموں کی اقدار کا اثر ضرور ہوسکتا ہے۔ ثقافت انسان کا اظہار ہے۔

ثقافت کی تعریف:

ثقافت ایک ایسی اصطلاح ہے کہ جس کی حتمی تعریف کرنا انتہائی مشکل ہے کیوں کہ اس کا اصطلاحی مفہوم اپنی ذات میں تنوع لیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور کے علماء نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ سب سے بہتر اور آسان فہم تعریف المجمع اللغوی نے کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

ثقافت سے مراد وہ تمام علوم، معارف اور فنون ہیں جن پر دسترس اور جن میں مہارت مطلوب ہے۔

ثقافت اکتسابی یا ارادی یا شعوری طرزِ عمل کا نام ہے۔ اکتسابی طرز عمل میں ہماری وہ تمام عادات، افعال، خیالات اور رسوم اور اقدار شامل ہیں جن کو ہم ایک منظم معاشرے یا خاندان کے رکن کی حیثیت سے عزیز رکھتے ہیں یا ان پر عمل کرتے ہیں یا ان پر عمل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ایک ماہر سماجیات ، گسٹوف کلائم ثقافت کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

رسوم و روایات، امن و جنگ کے زمانے میں انفرادی اور اجتماعی رویے دوسروں سے اکتساب کیے ہوئے طریقہ ہائے کار، سائنس، مذہب اور فنون کا وہ مجموعہ ثقافت کہلاتا ہے جو نہ صرف ماضی کا ورثہ ہے بلکہ مستقبل کے لیے تجربہ بھی ہے۔

ثقافت عقیدہ، فکر، عادات اور اخلاق واطوار کے ساتھ ساتھ سیاسی، اجتماعی اور معاشرتی اداروں حتیٰ کہ بین الاقوامی میدانوں میں بھی اپنے آثار چھوڑتی ہے، جس کے نتیجے کے طور پر مختلف علوم وفنون وجودپذیر ہوتے ہیں، آرٹ کی متنوع شکلیں معرضِ ظہور میں آتی ہیں،فن تعمیر کے گوناگوں شاہ کار انسانی نگاہوں کو خیرہ کیے دیتے ہیں، معاشی ادارے تشکیل

پاتے اور سیاسی نظام بنتے ہیں؛ اسی مجموعی تشخص کو ثقافت کا نام دیا جاتا ہے اور علوم عُمرانی کی اصطلاح میں ایک کو Mentafacts ذہنی تشکیل کہا جاتا ہے اور دوسرے کو Artefacts سماجی مظاہر لیکن یہ دونوں باہم مربوط ہوتے ہیں اور ایک کا تصور دوسرے کے بدون غیر ممکن ہے۔

ثقافت کے بنیادی عناصر:

کسی بھی ثقافت کے بنیادی طور پر چار عناصر ہوتے ہیں:

1)) اقتصادی ذرائع

2)) سیاسی نظام

3)) اخلاقی اقدار وروایات

4)) مختلف علوم وفنون پر گہری نظر

نیز جس طرح کسی بھی ثقافت کے آگے بڑھنے اور ترقی کے منازل طے کرنے کے متعدد عوامل ہوتے ہیں: کچھ جغرافیائی، کچھ اقتصادی اور کچھ نفسیاتی جیسے مذہب، زبان اور اصول تعلیم وتربیت، بالکل اسی طرح کسی بھی ثقافت کے زوال کے بھی چند ایک اسباب ہوتے ہیں، جو اس کی بقا اور ترقی کی راہوں میں گامزن کرنے کے ذرائع سے معارض ہوتے ہیں مثلاً اخلاقی وفکری زبوں حالی، بدنظمی، ظلم وجور اور فقر وتنگدستی کا شیوع، مستقبل کے بارے میں لاپروائی اور باصلاحیت راہ نما اور مخلص قائدین کی نایابی۔

انسانی ثقافت کی تاریخ اور ادوار ثلاثہ:

انسانی ثقافت کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے، جتنا قدیم اس خاک دان ارضی میں خود انسان کا وجود ہے، دراصل یہ سلسلہ ایسا ہے جو اوّل دن سے تا امروز دراز ہے۔دنیا کی ثقافتی تاریخ کو عموماً تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔عہد قدیم، قرونِ وسطیٰ، اور عہدِ حاضر۔

ثقافت انسانی کا حیطہ عمل:

کسی بھی ثقافت کا تعلق کسی خاص خطہ ارضی یا کسی خاص نسلِ انسانی سے نہیں ہوتا بلکہ وہ تمام دنیا اور دنیا کی تمام نسلوں کو محیط ہوتی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ظہور پذیر ہونے والی ہر قوم ثقافت وتمدن کے باب میں کچھ نہ کچھ صفحات رقم کرتی ہے، گو بعض ثقافتیں اپنی ٹھوس بنیادیں زبردست اثر انگیزی اورافادہ عام کی بنا پر دیگر ثقافتوں سے ممتاز ہوجاتی ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ہر وہ ثقافت جس کا پیغام عالم گیر ہو،جس کا خمیر انسانیت نوازی پر اٹھا ہو، جس کی ہدایات وتوجیہات اخلاقی قدروں کے پاسدار ہوں اور جس کے اصول وضوابط حقیقت پسندی پر مبنی ہوں تاریخ میں ایسی ثقافت کو بقائے دوام حاصل ہوتی ہے، مرورِ ایام کے باوصف انسانی زبانیں اس کے ذکر میں سرگرم رہتی ہیں اور ہر زمانے میں اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

اسلامی ثقافت:

اسلامی ثقافت کی بنیاد براہ راست وحی پر ہے، چاہے وحی متلو ہو یا غیر متلو۔ اس مضبوط بنیاد کی وجہ سے جو خصائص اسلامی ثقافت کو حاصل ہیں دنیا کی کوئی اور ثقافت ان کے حصول کی تمنا تو کرسکتی ہے لیکن کبھی ان سے بہرہ ورنہیں ہو سکتی۔ اسلامی ثقافت کی اس مضبوط بنیاد نے اسے وہ دوام بخشا کہ آج مسلم وغیرمسلم دنیا کے تمام ہی اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی ثقافت دنیا کی واحد قدیم ترین ثقافت ہے جو آج بھی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ نہ صرف موجود ہے بلکہ محفوظ بھی ہے۔

اسلامی ثقافت بھی، انسانی ثقافتوں کے دراز سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اس سے قبل بھی بہت سی ثقافتیں رونما ہوئیں اور اس کے بعد بھی تاقیامت ابھرتی رہیں گی۔ہماری ثقافت کے ابھرنے، چمکنے اور عالم پر چھاجانے کے متعدد محرکات تھے اوراس کے گمنام وبے نشان ہونے کے بھی مختلف اسباب ہیں، جن کی تفصیل میں جانا ہمارے موضوع سے خارج ہے، ہمارا مقصد تو صرف انسانی ارتقاء کی تاریخ میں اسلامی

وہ ثقافت جس کا پیغام عالم گیر ہو، جس کا خمیر انسانیت نوازی پر اٹھا ہو، جس کی ہدایات وتوجیہات اخلاقی قدروں کے پاسدار ہوں اور جس کے اصول وضوابط حقیقت پسندی پر مبنی ہوں تاریخ میں ایسی ثقافت کو بقائے دوام حاصل ہوتی ہے

ثقافت کے عظیم الشان کردار اور دنیا کے مختلف اقوام پر علوم وفنون، عقائد، اخلاقیات، فلسفہ وحکمت اور ادب کے باب میں اس کے ناقابلِ فراموش احسانات کو ذکر کرنا ہے۔

اسلامی ثقافت کی خصوصیات:

اسلامی ثقافت اپنے جلو میں ہزارہا خوبیوں اور خصوصیات کو سموئے ہوئے ہے؛ جن میں سے اہم، مرکزی اور بنیادی خصوصیات درج ذیل ہیں :

پہلی خصوصیت:

اسلامی ثقافت کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی اساس کامل وحدانیت پر ہے، یہی ایک ایسی ثقافت ہے، جو یہ تصور پیش کرتی ہے کہ کائنات کی ایک ایک شے صرف اور صرف ایک ذات کی خلق کردہ ہے،اسی کے لیے عبادت اور پرستش ہے اور اسی سے اپنی حاجات وضروریات بیان کرنا چاہیے، وہی عزت عطا کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں کسی کو بھی ذلیل وخوار کردینا ہے، وہی دیتا ہے اور وہی محروم بھی رکھتا ہے اور زمین کی بے کراں وسعتوں اور آسمان کی بے پایاں بلندیوں پر جو کچھ ہے سب اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اسی عقیدے کی وجہ سے اسلامی ثقافت گزشتہ تمام ثقافتوں میں نمایاں رہی اور آئندہ بھی اس کی انفرادیت باقی رہے گی۔

دوسری خصوصیت:

اسلامی ثقافت کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اہداف اور پیغامات تمام کے تمام آفاقی ہیں، ارشاد ربانی ہے:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ (حجرات(:

قرآن کریم نے تمام عالم کے انسانوں کو حق، بھلائی اور خلقی شرافت وکرامت کی بنیاد پر ایک کنبہ قرار دیا، پھر اس نے اپنی لائی ہوئی ثقافت کو ایک قلادے کے درجہ میں رکھا، جس میں ان تمام قبائل واقوام کے عمدہ گراں مایہ جواہر کو پرودیا جنھوں نے مذہب اسلام قبول کیا، پھر اس کی اشاعت و ترویج میں کوشاں رہے، یہی وجہ ہے کہ دیگر تمام ثقافتیں کسی ایک نسل اور قوم کے مردانِ کار پر ناز کرتی ہیں، مگر ثقافت اسلامی میں وہ تمام افراد مایہ افتخار ہیں، جنھوں نے اس کے قصر عظمت کو بلند کیا؛ چنانچہ ابوحنیفہؒ، شافعیؒ، واحمدؒ، خلیلؒ وسیبویہؒ، کندیؒ وغزالیؒ اور فارابی وابن رشدؒ (جن کی نسلیں بھی مختلف تھیں اور جائے سکونت بھی الگ) کے ذریعہ اسلامی ثقافت نے پورے عالم کو انسانی فکر سلیم کے عمدہ نتائج سے ہم کنار کیا۔

تیسری خصوصیت:

اسلامی ثقافت کی تیسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اپنے تمام ضابطہ ہائے حیات اور زندگی کی سرگرمیوں میں اولیت کا مقام عطا کیا اور ان قدروں سے کبھی بھی خالی نہ رہی؛ چنانچہ علم وحکمت، قوانین شرعیہ، جنگ، مصالحت، اقتصادیات اور خاندانی نظام، ہر ایک میں ان کی قانوناً بھی رعایت کی گئی اور عملاً بھی اوراس معاملے میں بھی اسلامی ثقافت کا پلڑا تمام جدید وقدیم ثقافتوں پر بھاری نظر آتا ہے؛ کیونکہ اس میدان میں ہماری ثقافت نے قابل فخر آثار چھوڑے ہیں اور دیگر تمام ثقافتوں سے انسانیت نوازی میں سبقت لے گئی ہے۔

چوتھی خصوصیت:

ہماری ثقافت کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے سچے اصولوں پر مبنی علم کو خوش آمدید کہا اور پکے مبادیات پر مبنی عقائد کو اپنی توجہ کا مرکز قرار دیا چنانچہ عقل وقلب دونوں اس کے مخاطب ہیں اور فکر وشعور دونوں اس کی جولان گاہ اور یہ بھی ثقافت اسلامی کی ایسی خصوصیت ہے جس میں پوری انسانی تاریخ میں اس کا کوئی شریک نظر نہیں آتا، اس کے باعثِ افتخار ہونے کا راز یہ ہے کہ اسی کے ذریعہ سے اسلامی ثقافت نے ایسا نظام حکومت قائم کیا جو حق وانصاف پر مبنی ہو اور دین وعقیدے کی پختگی جس کا محور ہو، ایسا نہیں کیا کہ دین کو حکومت اور ثقافت کی ترقیات سے الگ رکھے بلکہ ہر قسم کی ترقی میں دین کو اہم عامل کی حیثیت حاصل رہی۔ اسلامی ثقافت تنہا ایسی ثقافت ہے جس میں دین وسیاست کا امتزاج بھی رہا۔

پانچویں خصوصیت:

ہماری ثقافت کی ایک اور اہم ترین خصوصیت اس کی کشادہ ظرفی اور انتہا سے زیادہ مسامحت ہے جو مذہب کی بنیاد پر قائم کسی بھی ثقافت میں ناپید ہے۔ کسی ایسے شخص کا جو نہ کسی مذہب کا پیرو ہو اور نہ کسی معبود کی پرستش کرتا ہو، تمام مذاہبِ عالم کو ایک نگاہ سے دیکھنا اور ان کے اَتباع کے ساتھ معاملہ عدل کرنا، کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے ہماری تو پوری ثقافت کی بنیاد ہی مذہب اور اس کے وضع کردہ اصولوں پر ہے لیکن یہ ایک ناقابل انکار سچائی ہے کہ تاریخ میں سب سے زیادہ مسامحت، انصاف، رحم وکرم اور انسانیت کی علمبردار صرف اور صرف ہماری ثقافت ہے اور ہمارے لیے یہ موجبِ صد افتخار ہے کہ ہماری ثقافت کا قِوام صرف ایک مذہب پر ہے مگر اس کی لامحدود وسعتوں میں مذاہبِ عالم کی ثقافت کی سمائی ممکن ہے۔

عالمی ثقافتوں کی تاریخ میں ہماری ثقافت کی یہ چند امتیازی خصوصیات ہیں جب دنیا حکومت وسلطنت، علم وحکمت اور قیادت وسیادت ہر میدان میں ہمارے زیر نگیں تھی تو انھیں خصوصیات کی بنا پر ہماری ثقافت ہر قوم ومذہب کے باشعور اور ذہنِ رسا رکھنے والے افراد کے قلوب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی لیکن جب اس کا زور جاتا رہا اس کے بالمقابل دوسری ثقافتیں رونما ہوئیں تو ہماری ثقافت کی قدر وقیمت پر دنیا کی نگاہیں مختلف انداز سے اٹھنے لگیں۔

> **ہمیں بطور شہری یہ عہد کرنا ہوگا کہ اس قوم کے متنوع ثقافتی رنگ ہمیشہ زندہ رکھیں گے اور آپس میں کسی قسم کی رنجشوں کو پنپنے کا موقع نہیں دیں گے۔ ہمیں ملک میں کلچر اکیڈمی قائم کرنا ہوگی جہاں پر سینئر ہنرمند نیو ٹیلنٹ کو پڑھائیں اور نیو ٹیلنٹ کو سامنے لائیں**

پاکستان کی ثقافت:

فیض احمد فیض نے کہا تھا کہ

ثقافت زندگی سے الگ کوئی چیز نہیں ہوتی، یہ داخلی اقدار کا نام ہے اور ظاہری طور پر طریقِ زندگی کا بھی۔

پاکستان ایک وسیع اور متنوع ثقافت رکھنے والا ملک ہے۔ پاکستان کے علاقے قدیم دنیا میں وہ علاقے تھے جن میں مہرگڑھ اور وادی سندھ کی تہذیب پنپی تھی۔ اس علاقے پر یونانی، ایرانی، عرب، ہندو، سکھ، افغان، منگول اور ترکوں کی بھی حکومت رہی۔ یہ علاقہ مختلف سلطنتوں جیسے موریا، ہخامنشی سلطنت، عربوں کی خلافت امویہ، منگول سلطنت، مغلیہ سلطنت، درانی سلطنت، سکھ سلطنت اور برطانوی راج کا اہم حصہ رہا ہے۔ اس کے بعد محمد علی جناح کی قیادت میں تحریک پاکستان کامیاب ہوئی اور 14 اگست 1947ء کو ہندوستان کے مشرق اور مغرب میں دو حصوں میں ایک آزاد اور خودمختار اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہماری قوم جس ثقافت کو بیان کرتی ہے، وہ صدیوں پرانی ہے اور یہ ہمیں ہمارے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہے۔

آج کا پاکستان ایک کثیرالمذہبی، کثیراللسانی اور کثیر القومی ریاست ہے۔ پاکستانی ثقافت کی سب سے بڑی اور خاص بات یہ ہے کہ مختلف تہذیبوں نے شامل ہو کر اس کے رنگ کو مزید نکھارا ہے، کہیں کشمیری رنگ، کہیں بلوچی رنگ، کہیں وادی مہران کا صوفیانہ رنگ، کہیں گندھارا (پشتون) تہذیب کا رنگ اور کہیں پنجاب کا رنگ نظر آتا ہے۔

پاکستانی ثقافت کی ایک اور اہم بات یہ ہے کہ قومی زبان اُردو کے ساتھ ہر علاقے میں مختلف زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔ کہیں پشتو، کہیں بلوچی، سندھی، پنجابی، سرائیکی، ہندکو، تو کہیں کوئی اور زبان بولی جاتی ہے۔ 2016ء میں کی جانے والی ایک تحقیق کے مطابق، پاکستان میں کم و بیش 76 مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مزید برآں ہر زبان کی کئی اقسام ہیں، مثال کے طور پر سندھ میں بولی جانے والی سرائیکی زبان پنجاب کی سرائیکی سے کچھ مختلف ہے۔ اسی طرح پنجاب میں بولی جانے والی ہندکو خیبر پختونخوا میں بولی جانے والی ہندکو سے مختلف ہے۔ وطن عزیز کی ایک خوش قسمتی یہ بھی ہے کہ یہاں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو فروغ اتحاد کے لئے کوشاں ہیں۔

یقیناً پاکستان کی شان سمجھے جانے والے شمالی علاقے کی فطری خوبصورتی اور برف پوش پہاڑوں کا ذکر کیے بغیر وطنِ عزیز کی ثقافت کی بات ادھوری سمجھی جائے گی۔ پاکستان کا شمالی خطہ یعنی بالائی خیبر پختونخوا اور گلگت بلتستان نہ صرف اونچے اونچے کوہساروں اور بلندوبالا پہاڑوں پر مشتمل ہے، جو کہ زمانہ قدیم سے سالہاسال سفید برف کی چادر اوڑھے آرہے ہیں جبکہ ان پہاڑوں میں قطبین سے باہر کی دنیا کا سب سے بڑا گلیشیئر کا ذخیرہ بھی موجود ہے۔ یہ پہاڑی خطے اپنے دامن میں انتہائی قدیم اورمنفرد ثقافتوں کا مسکن رہے ہیں۔ دنیا کی قدیم ترین ثقافت یعنی کیلاش، ان پہاڑی خطوں میں اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ پاکستان کئی قدیم تہذیبوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جس میں سرِفہرست چار لاکھ سال پرانی

اسلامی ثقافت نے پورے عالم کو انسانی فکر سلیم کے عمدہ نتائج سے ہم کنار کیا

پوٹھوہار کی سُواں تہذیب ہے، جو راولپنڈی کے قریب سُوان ندی کے کنارے قائم تھی ۔ پاکستان میں موجود دوسری قدیم تہذیب، درّہ بولان بلوچستان کی مہرگڑھ تہذیب ہے جو ساڑھے چھ ہزار سال قبلِ مسیح میں قائم تھی۔ علاوہ ازیں پاکستان میں ساڑھے تین ہزار قبلِ مسیح سے تعلق رکھنے والی امری ونل، کلّی، رانا گندھائی، ژھوب اور کوٹ ڈی جی تہذیبیں بھی پائی جاتی ہیں۔ پاکستان میں موجود پانچ ہزار سال قدیم ہڑپائی تہذیب بھی اپنے وقت کی حددرجہ ترقی یافتہ تہذیب شمار کی جاتی ہے۔ اس کو وادی سندھ کی دراوڑی تہذیب بھی کہا جاتا ہے۔ اس تہذیب کے آثار صوبہ سندھ، بلوچستان، پنجاب اور خیبر پختونخوا تک پھیلے ہوئے ہیں۔

اقوام عالم میں وہی غیور قومیں زندہ رہتی ہیں جو اپنی پہچان، سماجی و ثقافتی اقدار اور سیاسی و معاشی دانش کو پختہ عزم سے اپناتی ہیں۔ آزادی کی نعمت کی قدر کرنا نہ صرف قوم کے ملی جذبے کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ دُنیا میں قوم کی غیرت و حمیت کا بھی عکاس ہے۔ پاکستان کی قومی ثقافت میں ہرصوبے اور ہرنسلی گروہ کا اپنا ایک خاص رنگ ہے، جو ملّی تصویر کو اور بھی خوشنما بنا دیتا ہے۔

ہمیں بطورشہری یہ عہد کرنا ہوگا کہ اس قوم کے متنوع ثقافتی رنگ ہمیشہ زندہ رکھیں گے اور آپس میں کسی قسم کی رنجشوں کو پنپنے کا موقع نہیں دیں گے۔ ہمیں ملک میں کلچر اکیڈمی قائم کرنا ہو گی جہاں پر سینئر ہنر مند نیو ٹیلنٹ کو پڑھائیں اور نیو ٹیلنٹ کو سامنے لائیں۔ ثقافتی پروگراموں کو ضلعی ،تحصیل اور یونین کونسل کی سطح تک توسیع دی جائے تاہم ثقافت کے نام پر فحاشی وعریانی سے بچاجائے اور اخلاقیات کے دائرے میں رہ کر پروگراموں کوسپورٹ کیا جائے تاکہ ملک وقوم کے ثقافتی ورثہ کوسنبھالا جاسکے۔

☆☆☆☆☆

روزہ کا بڑا مقصد روح کی پاکیزگی ہے

جنت کا ایک دروازہ صرف روزہ داروں کے لئے مخصوص ہو گا

اللہ نے فرمایا روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں دوں گا

روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے ہاں کستوری سے زیادہ پسندیدہ ہے

محمد سجاد فیضی

روز وشب کی گردش اپنی ہمیشہ کی رفتار کے مطابق چلتے ہوئے پھر رمضان المبارک کے مقدس مہینہ تک آپہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کو اور اس مہینہ کے دن اور اس کی راتوں کو دوسرے دنوں اور راتوں سے ایک خاص امتیاز بخشا ہے۔ یہ نیکیوں کی سوداگری کا مہینہ ہے، اس ماہ میں ہر نیکی اور طاعت کا بھاو بڑھادیا جاتا ہے، اور بڑھانے والا وہ ہے جس کے یہاں لامحدود خزانہ ہے، جس کے یہاں لیت ولعل نہیں ہے، جس کے یہاں بخل وامساک نہیں ہے، جس سے عہد شکنی کا کوئی اندیشہ نہیں ہے، جس کے یہاں سود وزیاں کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اس کے دربار سے جو وعدہ صادر ہوتا ہے وہ بڑھ چڑھ کر پورا ہوتا ہے، عالم قدس میں اس مہینہ کا خاص اہتمام ہے، اہل ایمان کی دائمی قیام گاہ جنت کو اس ماہ میں نیا رنگ وروغن بخشا جاتا ہے، یہ مہینہ ایمان وعمل کی بادبہاری کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں صرف آنے والوں کا ہی اعزاز واکرام نہیں کیا جاتا، بلکہ منہ موڑنے والوں کو بھی پکار پکار کر بلایا جاتا ہے، کہ برائی کی طرف دوڑنے والے ٹھہرو، ذرا دیکھو تمہارے لئے کیا کیا انتظام ہے؟

اللہ اللہ! کیا شانِ کریمی ہے کہ جو آقا ہے، خالق ومالک ہے، قادر مطلق ہے، سب کچھ اختیار رکھتا ہے، سب سے بے نیاز ہے، وہ اپنے بندوں کو، غلاموں کو، بندیوں کو، باندیوں کو پکارتا ہے، بلاتا ہے، ان کو بلاتا ہے جو بے بس اور محتاج ہیں، لیکن مالک کی شانِ رحیمی نے ایک محدود اور مختصر سا اختیار بخش دیا ہے، تو اسی کے بل پر لگتے ہیں سرکشی کرنے، انھیں بھاگنے والے غلاموں کو اپنے لطف وکرم سے بلاتا ہے کہ آؤ میں تمہیں معاف کرنے کے لئے تیار ہوں۔

قربان ہونے اور مرمٹنے کا مقام ہے! کہاں ہیں بوجھ سے دبے ہوئے بندے؟ کہاں ہیں آفت کے مارے ہوئے غلام؟ کہاں ہیں روزی سے پریشان بھوکے؟ کہاں ہیں رحم وکرم کی آس لگائے ہوئے مساکین؟ کہاں ہیں زمانے کے ٹھکرائے ہوئے فقراء؟ آئیں، آگے بڑھیں، قریب ہوجائیں، ہاتھ بڑھائیں، دامن پھیلائیں، مانگتے جائیں اور پاتے جائیں، بخشش عام ہے، رحمت تمام ہے، محروم وہی ہے جو اس دریائے فیض کو بھی پاکر محروم رہے، بدقسمت وہی ہے جو رب عالی کی پکار پر بھی سوتا رہے اور اس کی آنکھ نہ کھلے۔

اس ماہ مبارک میں جو روزے ہم پر فرض کیے گئے ان کا بڑا مقصد ہماری روح کو پاکیزگی کی لذت سے آشنا کرنا۔ ہمارے دلوں میں جذبہ احساس و جذبہ انفاق کی شمع جلانا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَآَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. (البقرہ،۲:۱۸۳)

اس آیات مبارکہ کے آخر میں اس مقصود کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے روزے فرض کیے۔ وہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔ یعنی ہر وہ کام جو اللہ اور اس رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ناپسندیدہ اس کو پس پشت ڈال کر ہر اس کام کی طرف جانا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں محبوب ہے۔حضرت ابو ہریرہ ؓ سے اک سائل نے تقویٰ کے متعلق دریافت کیا تو آپ ؓ نے فرمایا: کیا آپ کو کسی خاردار راستے سے گزرنے کا اتفاق ہوا؟ سائل نے کہا: جی ہاں! بار بار، آپ ؓ نے پوچھا: وہاں سے آپ کیسے گزرتے ہیں؟ سائل نے کہا: اپنے دامن کو بچا کر اس انداز میں گزرتا ہوں کہ کہیں کانٹوں میں دامن الجھ نہ جائے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا **ذالك التقوى** یہی تقویٰ ہے، کیا مطلب؟ یعنی دنیا ایک خاردار وادی ہے، یہاں ہرقدم پر معصیت و نافرمانی کے کانٹے بکھرے ہوئے ہیں اور یہاں سے دامن اس طرح بچا کر گزر جانا کہ اُن کانٹوں میں دامن الجھنے نہ پائے دراصل تقویٰ ہے۔

جب یہ مقدس و مبارک ماہ اپنی رحمتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا تو آپ ﷺ اپنے اپنے صحابہ کو اس کی آمد کی مبارک دیتے۔ امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے آپ کا مبارک معمول ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يبشر أصحابه يقول: (قد جاء كم شهر رمضان شهر مبارك كتب الله عليكم صيامه فيه تفتح أبواب الجنان وتغلق فيه أبواب الجحيم وتغل فيه الشياطين فيه ليلة خير من ألف شهر من حرم خيرها فقد حرم.

حضور ﷺ اپنے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے مبارک باد دیتے کہ تم پر رمضان کا مہینہ آیا ہے جو نہایت با برکت ہے اس کے روزے تم پر اللہ نے فرض فرمائے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اوردوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطانوں کو باندھ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل ہے جو اس سے محروم ہو گیا وہ محروم ہی رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا روزہ دار کے لیے دوخوشیاں ہیں:

فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ (مسند احمد،۴: ۱۱۰)

ایک خوشی بوقت افطار اور دوسری اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کے وقت حضرت ابو ہریرہ ؓ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کو رمضان کے حوالے سے ایسی پانچ چیزیں عطا ہوئی ہیں جو سابقہ کسی امت کو نصیب نہیں ہوئیں۔

۱۔ **خلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك**

روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالی کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

۲۔ **تستغفر لهم الحيتان حتى يفطروا**

افطار تک سمندر کی مچھلیاں روزہ داروں کے لئے دعا کرتی ہیں۔

۳۔ **يزين الله عزوجل كل يوم جنة**

ہر روز جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔

۴۔ **تصفد فيه مرده الشياطين**

شیاطین کو رمضان میں قید کر دیا جاتا ہے۔

۵۔ **يغفرلهم فى اخر ليلة**

آخری رات امت کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

مذکورہ روایت میں ہی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سحری کرو اگرچہ پانی کے گھونٹ پر ہو۔

فان الله و ملائكته يصلون على المتسحرين

اللہ تعالی اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ (مسند احمد،۳: ۱۲)

سحری کے ساتھ ساتھ سحری کرنے والوں کو بھی اپنی مبارک دعا سے نوازا ،امام طبرانی نے حضرت ابوسوید ؓ سے آپ ﷺ کی یہ دعا روایت کی ہے۔

اللهم صلى على المستحرين (اتحاف، ۱۶۶)

اے اللہ! سحری کرنے والوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرما۔

ہم روزہ رکھتے ہیں تو صبح سے شام تک اپنے جسم کے جائز مطالبات تک کو بھوک پیاس جیسے مطالبات تک کو پورا کرنے سے اللہ کی رضا کی خاطر رک جاتے ہیں اور اس کے اجروانعام کی خاطر اپنی جائز خواہشات بھی قربان کر دیتے ہیں۔رات آتی ہے تو کھڑے ہو کر اس کا کلام سنتے ہیں۔

روزہ انسانی خواہشات خیالات واحساسات کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے۔روزے دار اپنے روزے کے ذریعے شیطان کو مغلوب کرتا ہے اور اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔روزہ مشکلات کو برداشت کا عادی بناتا ہے اور وہ برائی کا حکم دینے والے نفس پر غلبہ پانے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔جب کوئی بندہ روزہ رکھتا ہے تو وہ اپنی نفسانی خواہشات کی مخالفت کرتا ہے اور آخر کار وہ ان خواہشات پر غلبہ پا لیتا ہے۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

اعمال کے ثواب کا اندازہ لوگوں پر منکشف ہو جاتا ہے۔ وہ اعمال ثواب کے لحاظ سے دس گنا سے لے کر سات سو گنا یا پھر جتنا زیادہ اللہ چاہے بڑھا دیئے جاتے ہیں مگر روزے کا ثواب اللہ تعالیٰ روزے دار کو بے حساب دے گا۔ اس موقف پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔

کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنة بعشرہ أمثالها إلى سبع ماء ة ضعف الی ماشاء الله، قال الله: إلا الصوم فإنه لی و أنا أجزی به

ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے بڑھایا جاتا ہے نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک اللہ کی مشیت سے بڑھا دی جاتی ہے۔اللہ نے فرمایا مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا جزادوں گا۔

اَلصَّوْمُ لِیْ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ تمام عبادات میں سے مجھے زیادہ پسند ہے اور میرے نزدیک یہ زیادہ مقدم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اَلصَّوْمُ لِیْ کہ روزہ میرے لئے ہے تمام عبادات پر روزے کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

امام نسائیؒ نے ابوامامہ کے حوالے سے مرفوع حدیث بیان کی ہے۔جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عَلَیْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَاعِدْلَ لَهُ

تم روزے کو لازم پکڑو اس کی کوئی مثال نہیں۔

اَلصَّوْمُ لِیْ میں روزے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف کی ہے اس نسبت سے روزے کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔جس طرح خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے یوں تو سبھی گھر اللہ کے ہیں جس گھر کو خاص طور پر بیت اللہ کہا گیا اس سے اس گھر کی عظمت واضح ہوتی ہے۔

جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کا نام (بَابُ الرَّیَّان) رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔

إن فی الجنة بابا یقال له: الرَّیَّانُ، یدخل منه الصائمون یوم القیامة، لا یدخل منه أحد غیرهم، یقال: أین الصائمون؟ فیقومون لا یدخل منه أحد غیرهم، فإذا دخلوا أغلق فلم یدخل منه أحد

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن صرف روزے دار اسے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے ان کے علاوہ اس میں کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا تو اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔

اس ضمن میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَه مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه

جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے سارے پہلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

روزے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہی لگا لیجیے کہ اس فعل پر عمل پیرا ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ خود یہ خبر سنا رہا ہے کہ اس عمل کی جزاء میں ہی دوں گا۔مسلمان جو بھی عبادت کرتا ہے اپنے مولا کے حضور تو کسی عبادت پر رب العالمین دس تو کسی پر ستر، کسی پر ہزاروں نیکیوں کا وعدہ فرمایا مگر روزہ جس پر خالق کائنات نے اس کے جزاء پر فرمایا کہ اس عمل کی اجرت کا تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے۔یہ فقط میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کے فیوض وبرکات نصیب فرمائے اور اپنے مقربین بندوں میں شامل فرمائے۔☆☆☆☆☆

اسلامی ریاست میں زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام معاشرے کے تمام افراد کو سماجی تحفظ فراہم کرتا ہے

ہر شخص کی بنیادی ضروریات کی فراہمی ریاست پر فرض ہے

اسلامی ریاست میں زکوۃ کی وصولی اور تقسیم کا ذمہ دار خلیفہ وقت تھا

ڈاکٹر فرخ سہیل

اسلام معاشرے کے تمام افراد کو سماجی تحفظ فراہم کرتا ہے کیونکہ اسلام کا نصب العین فلاحی ریاست کا قیام ہے جہاں ہر شخص کی بنیادی ضروریات کی ذمہ داری اور ضمانت ریاست کا فرض ہے۔ بیماری، بے روزگاری، خوراک، لباس اور بنیادی ضروریات چونکہ ہر انسان کی بنیادی ضروریات ہیں۔ لہذا اسلامی ریاست پر فرض ہے کہ وہ ان ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ اس کے علاوہ اسلام معاشرہ کے بااثر افراد کو اس سلسلے میں ذمہ دار بناتا ہے کہ وہ اپنے اردگرد ضرورتمندوں کی مدد کرتے رہیں اور اسلام اس بات کی بیخ کنی کرتا ہے کہ دولت معاشرے کے چند بااثر افراد کے خزانوں میں اضافہ نہ کرتی چلی جائے بلکہ دولت کی گردش اور تقسیم ہی میں معاشرے کی بقا و دوام ہے۔

اسلام ایک ایسا جامع دین ہے کہ جس میں اجتماعی بھلائی اور فلاح و بہبود کا مکمل نظام موجود ہے اگرچہ اسلام نہ صرف انسان کو اس کی انفرادی زندگی میں مختلف فرائض اور حقوق کا اہل بناتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخلاق حسنہ، زہد وتقویٰ اور خدمت انسانیت کا ضامن بھی قرار دیتا ہے۔ فرائض عبادات کی انجام دہی کے علاوہ نفلی عبادات کا تصور بھی پیش کرتا ہے تاکہ اس کے فرائض میں ہونے والی کوتاہیوں کا ازالہ ہوسکے۔ لہذا اسلام نے فرض زکوۃ کے علاوہ نفلی صدقات و خیرات کو بھی مستحب قرار دیا ہے۔

زکوٰۃ اور خیرات وصدقات صرف مالی قربانی نہیں بلکہ اس کے اندر ایک جذبہ بھی پنہاں ہے اور اسی مثبت جذبے کو حیات انسانی کی بقا کے لیے رضائے الٰہی کے حصول اور نسبت رسول پر عمل پیرا ہونے کے لیے اہم قرار دیا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کے دلوں سے مال و دولت کی محبت کو نکالنے کی ترغیب دیتا ہے۔ دنیوی زندگی کی محبت کی بجائے اخروی زندگی کی اہمیت اور قدرو منزلت کا احساس پیدا کرنا چاہتا ہے اور مال و دولت جمع کرنے والے کو عذاب کی وعید سناتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اے ایمان والو! بے شک اہل کتاب میں اکثر علماء و درویش لوگوں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادیں۔ جس دن اس (سونے، چاندی اور مال) پر دوزخ کی آگ میں تاپ دی جائے گی پھر اس (تپے ہوئے مال) سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشت داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی مال ہے جو تم نے اپنی جانوں کے لیے جمع کیا تھا سوتم اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کررہے تھے۔‘‘

جبکہ پروردگار عالم نے اپنے مال کو اللہ کی میں (فرض اور نفل) خرچ کرنے کو نیکی قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہورہا ہے کہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ.

(آل عمران، ۳: ۹۲)

”کہ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اپنی ان چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں۔“

زکوٰۃ کی ادائیگی سے تزکیہ نفس بھی ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک انسان جب اپنے ہاتھ سے اپنے مال میں سے زکوٰۃ کا حصہ نکالتا ہے تو اس عمل سے انسان کے دل سے مال کی محبت کم ہوجاتی ہے اور اس کے علاوہ بخل اور کنجوسی جیسے منفی جذبات کا غلبہ کم پڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور تعلق استوار ہونا شروع ہوجاتا ہے کیونکہ مال کی بے تحاشا محبت انسانی طبیعت میں بہت سے اخلاقی برائیوں کو پیدا کرتی ہے اور اسی لیے انسان کو مال کو پاک کرنے کے لیے حکم ہورہا ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا. (التوبة، ۹: ۱۰۳)

”اے نبی! ان کے اموال میں سے صدقہ، زکوۃ لیجئے تاکہ اس کے ذریعے سے آپ اس کے مال کو پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں۔“

اسکے علاوہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ بڑھوتی ہی ہوتی ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے مال کے حوالے سے پروردگار کا وعدہ ہے کہ

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ. (التغابن، ٦٤: ۱۷)

”کہ اگر تم اللہ کو قرض حسن دو تو وہ یقیناً تمہارے مال کو دوگنا کردے گا اور تمہاری مغفرت کرے گا۔“

زکوٰۃ کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں ایک انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کرنا اور دوسرے اجتماعی منصوبہ بندی کے تحت زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اگرچہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی دونوں صورتوں کے بہت فوائد ہیں لیکن اجتماعی منصوبہ بندی کے تحت زکوٰۃ کی ادائیگی اور اس کی تقسیم کے بہت زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں کیونکہ تاریخ اسلام کے مطالعے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت اور مابعد کے ادوار میں زکوٰۃ کی تقسیم کا کام ریاست کی ذمہ داری تھا جس میں مرکزی سطح پر زکوٰۃ وصول کرکے حکومتی سطح پر اسے ضرورتمندوں میں تقسیم کردیا جاتا تھا۔

اسلامی ریاست میں زکوۃ کی اجتماعی وصولی اور تقسیم کی ذمہ داری خلیفہ وقت پر تھی جب حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ راشد منتخب ہوئے تو انہیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان میں سے ایک فتنہ منکرین زکوۃ کا تھا۔ کیونکہ اس وقت ایسے لوگوں کا گروہ پیدا ہوچکا تھا جو زکوٰۃ کے منکر ہوگئے ان لوگوں میں مختلف نظریات پائے جاتے تھے۔ ایک گروہ تو ایسا تھا جو زکوۃ کی ادائیگی کا سرے سے منکر ہوگیا اور دوسرا گروہ وہ تھا جس کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اگر کوئی شخص نماز کی ادائیگی مکمل اور صحیح طور پر کرتا ہے تو اسے زکوٰۃ کی ادائیگی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ ایک گروہ کا موقف یہ تھا کہ جب ہماری زرعی زمینوں کی پیداوار سے عشر وصول کرلیا جاتا ہے تو ہمارے ذاتی اموال میں سے زکوٰۃ کا مطالبہ بے معنی ہے۔

لہذا اس معاملے کی خبر جب خلیفہ راشد تک پہنچی تو انہوں نے علی مرتضیٰؓ سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ نے ان سے زکوٰۃ وصول نہ کی تو یہ سنت رسول ﷺ کی صریحاً مخالفت ہوگی۔ لہذا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کا فیصلہ کرلیا لیکن بعض صحابہ کرامؓ نے منکرین زکوٰۃ سے نرمی برتنے کا مشورہ دیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ

”وحی کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے اور اب دین مکمل ہے تو کیا میرے ہوتے ہوئے دین میں کوئی کمی ہوجائے گی۔ خدا کی قسم میں زکوٰۃ اور نماز کے درمیان فرق کرنے والوں سے ضرور جہاد کروں گا۔“

لہذا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف اعلان جہاد کردیا۔ ایک روایت کے مطابق جب منکرین زکوٰۃ کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ بذات خود گھوڑے پر سوار ہوکر تلوار لہراتے ہوئے نکلے تو حضرت علی المرتضیٰؓ آپ کے گھوڑے کی لگان تھام کر فرمانے لگے کہ اے خلیفہ رسول آج

میں آپ سے وہی بات کہوں گا جو میدان احد میں آپ کو اللہ کے محبوب نے فرمائی تھی۔ اپنی تلوار نیام میں کرلیں اور ہمیں اپنی جان کے خطرے سے نہ ڈرائیں اورمدینہ واپس لوٹ جائیں اگر آپ شہید ہوگئے تو ہمارا سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ یہ بات سن کر صدیق اکبرؓ واپس لوٹ آئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب مدینہ واپس لوٹے تو سب سے پہلے ایک خط لکھوایا اور اس کی متعدد نقول کرواکر قاصدوں کے ذریعے منکرین زکوٰۃ کی طرف بھیجا اور اس کے بعد خلیفہ وقت نے گیارہ یا آٹھ جھنڈے تیار کئے اور گیارہ سپہ سالار منتخب فرما کر ہر ایک سپہ سالار کو ایک ایک جھنڈا عطا کیا اور ہر ایک سپہ سالار کی سرکردگی میں ایک ایک دستہ روانہ کیا۔ ان میں سے کچھ دستے منکرین زکوٰۃ کی طرف روانہ کئے اور کچھ دستے جھوٹے مدعیان نبوت کے خاتمے کے لیے مقرر فرمائے اور یوں سب دستے اپنے اپنے مقرر کردہ علاقوں کی طرف روانہ ہوگئے اور مرتدین کے خلاف جہاد کا آغاز ہوگیا اور یوں کم و بیش ایک سال کے عرصے میں امیرالمومنین نے ملک عرب سے فتنہ ارتداد کومکمل طور پر ختم کردیا۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس میں گذشتہ چند برسوں سے زکوٰۃ کا نظام نافذ العمل ہوچکا ہے لیکن ابھی تک مختلف حکومتیں اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل نہیں کرسکی اور نہ ہی معاشرے کے افراد کوکسی قسم کا سماجی تحفظ حاصل ہے۔ بہت سے لوگ بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔ بیروزگاری کی وجہ سے جرائم میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ جاگیردارانہ اور سرمایہ داری کے جاری نظام کی وجہ سے امرا اپنے معاشرے کے غرباء و نادار لوگوں کے ساتھ بے حس اور لاپرواہ ہوچکے ہیں۔

زکوٰۃ کا نظام اگر حکومت کی وساطت سے اجتماعی بنیادوں پر چل رہا ہوتو یہ بات یقینی ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں فلاحی ریاست بن جائے گا۔ کیونکہ ملکی سطح پر زکوٰۃ کی اہمیت و افادیت اور اسکے بابرکت اثرات سے معاشرے کے نادار و مفلس افراد کے بہت سے مسائل حل ہوسکیں گے۔

مرکزی سطح سے لوکل سطح تک محکمہ زکوٰۃ میں جو بھی لوگ کام کریں ان میں جذبہ خدمت خلق کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور امانت داری جیسی خصوصیات موجود ہوں تاکہ زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا عمل موثر بنایا جاسکے۔ ☆☆☆☆☆

وظیفہ برائے حاجت روائی وقبولیتِ دعا: یَا مُجِیبُ

فوائد وتاثیرات:

اس وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امان نصیب ہوتی ہے۔ اور مجبور حال لوگوں کی حاجت پوری کرنے کی توفیق مل جاتی ہے نیز طلوع آفتاب کے وقت پڑھنے کا معمول اپنانے سے دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔

عام معمول:

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

۞ اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

وظیفہ برائے حصولِ قناعت و برکت: یَا وَاسِعُ

فوائد وتاثیرات:

اس وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ وظیفہ کرنے والے شخص کو قناعت و برکت کی دولت سے نوازے گا علاوہ ازیں علم و حکمت اور صحت عطا ہوگی، جو کوئی اسے کثرت سے جاری رکھے گا اسے وسعت صدر نصیب ہوگی، حرص و لالچ اور دھوکہ سے سلامتی ملے گی اور اس کے دیگر امور آسان کردیئے جائیں گے۔

عام معمول:

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

عید الفطر کی فضیلت واہمیت

آپ ﷺ نے فرمایا عید کے روز کھانا کھلانے والے کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا

ماخوذ از کتاب: مختلف مہینوں اور دنوں کے فضائل و برکات (شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

اللہ رب العزت نے بطور مسلمان جہاں ہمارے لیے عبادات کی بجا آوری کی تلقین فرمائی وہیں ان عبادات کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرنے والوں کے لیے انعامات کا بھی ذکر فرمایا۔ رمضان المبارک میں بندہ اللہ کی خاطر بھوک و پیاس اور قیام اللیل کے ذریعے اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی تگ و دو میں مصروف رہتا ہے جب وہ کماحقہ اس ماہ مبارک کا حق ادا کرتا ہے تو اللہ رب العزت عیدالفطر کی صورت میں انعام سے نوازتا ہے۔

عیدالفطر کے حوالے سے چند روایات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ نے دو دن کھیل کود کے لیے مقرر کر رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ دو دن کیا (اہمیت رکھتے) ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: (یا رسول اللہ!) ہم ان دو دنوں میں ایامِ جاہلیت میں کھیلتے کودتے (اور خوشی مناتے) تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دونوں کی جگہ ان سے بہتر دن مرحمت فرمائے ہیں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ (احمد ابن حنبل فی المسند، ۳/ ۲۵۰، رقم ۱۳۶۴۷)

حضرت سعید بن اوس انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو فرشتے راستوں کے کناروں پر کھڑے ہو کر پکارتے ہیں: اے گروہِ مسلمین! کرم والے رب کی بارگاہ کی طرف چلو! وہی تمہیں نیکی کی توفیق عطا فرما کر احسان فرماتا ہے۔ پھر اس نیکی پر بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ تمہیں راتوں کو قیام کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا، دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے بھی رکھے، اور تم نے اپنے پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری کی۔ اب جزائیں سمیٹ لو۔ پھر جب لوگ نماز پڑھتے ہیں تو ایک ندا دینے والا ندا دیتا ہے: سن لو! تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے، خیرات و برکات سمیٹتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ کیونکہ یہ انعام و اکرام کا دن ہے۔ آسمانوں میں اس دن کا نام یوم الجائزہ (انعام کا دن) ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں، اور ہر اس شخص پر سلام بھیجتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ جب ان کی عید کا دن یعنی عید الفطر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان عبادت گزار بندوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! اُس مزدور کی اُجرت کیا ہونی چاہیے جو اپنا کام پورا کر

دے؟ وہ عرض کرتے ہیں: الٰہی! اس کی اُجرت یہ ہے کہ اسے پورا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے ذمہ واجب الادا میرا فریضہ ادا کر دیا ہے۔ پھر جب وہ مجھ سے دعا کرتے ہوئے دستِ طلب دراز کریں تو مجھے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی سخاوت، اپنی بلند شان اور رفعتِ مکانی کی قسم! میں ان کی دعا ضرور قبول کروں گا۔ پھر (اپنے بندوں سے) فرماتا ہے: لوٹ جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر یہ لوگ بخشش یافتہ ہوکر لوٹتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں عید الفطر کے دن حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنے فقراء بھائیوں کو کھانا کھلائیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: جس نے کسی ایک کو کھانا کھلایا اسے جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا، جس نے دو کو کھانا کھلایا اس کے لیے شرک اور نفاق سے پاک ہونا لکھ دیا جائے گا اور جس نے تین کو کھانا کھلایا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ آپ ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم روٹی اور گوشت، روٹی اور زیتون کا تیل، روٹی اور دودھ کھلائیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: تم سالن کے ساتھ کھانا کھایا کرو، تمہاری زندگی تمہارے لیے اُلفت کا باعث ہوگی۔

عثمان بن ابی العاتکۃ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے عید الفطر کے خطبہ میں فرمایا: (لوگو!) کیا تم جانتے ہو کہ آج تم کیوں اپنے گھروں سے باہر نکلے ہو؟ تم نے تیس دن روزے رکھے ہیں اور تم نے تیس راتیں قیام کیا ہے۔ لہٰذا آج تم اپنے رب سے سوال کرنے آئے ہو کہ وہ تمہاری ان عبادات کو قبول فرمائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں انصار نے جنگ بُعاث میں جو بہادری دکھائی تھی وہ بیان کر رہیں تھیں وہ فرماتی ہیں کہ یہ (پیشہ ور) گانے والی نہ تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی باجہ! یہ عید کے دن کی بات ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ دونوں لڑکیاں دف بجا رہی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہلِ حبشہ نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں اپنے سامانِ حرب کے ساتھ رقص کیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کا دن ان کے نزدیک (تمام خوشیوں اور) عید کے دنوں سے بڑھ کر تھا۔

(عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲: ۴۴۳)

☆☆☆☆☆

حضرت سعید بن اوس انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو فرشتے راستوں کے کناروں پر کھڑے ہوکر پکارتے ہیں: اے گروہِ مسلمین! کرم والے رب کی بارگاہ کی طرف چلو! وہی تمہیں نیکی کی توفیق عطا فرما کر احسان فرماتا ہے۔ پھر اس نیکی پر بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ تمہیں راتوں کو قیام کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا، دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے بھی رکھے، اور تم نے اپنے پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری کی۔ اب جزائیں سمیٹ لو

خوشحال خاندان پرامن معاشرے کی اساس

اسلام نے مردوں کو خاندان کا کفیل بنایا ہے

اخلاقی اقدار کے فقدان سے معاشرتی مسائل بڑھ رہے ہیں

پرامن معاشرہ کیلئے خوشحال خاندان بنیادی کردار ادا کرتا ہے

تحریم رفعت

لوگوں کے رہن سہن کے انداز یا افراد کے باہمی تعلقات کے تانے بانے کو معاشرہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو جوڑا پیدا فرمایا ہے، اسلام نے ان کے بنیادی حقوق وفرائض مقرر کیے ہیں۔ انہیں مختلف رشتوں میں پرو دیا ہے اور ان رشتوں کو استوار اور برقرار رکھنے کی اساس باہم محبت وفرض شناسی کے بے لوث جذبہ میں پوشیدہ رکھی ہے۔ مردوں کو قوام کہہ کر خاندان کا کفیل، عزت و احترام، محبت و آشتی اور تحفظ ونگرانی کا فریضہ بھی سونپا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی معاشرے کی بنیادی اساس خاندان ہوتا ہے جبکہ خاندان کی بنیادی اساس مرد اور عورت ہوتے ہیں۔ یہی بنیادی اکائیاں خاندان کی عمارت میں ستون کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی مضبوطی اور توازن میں ہی خاندان کی بقا اور خوشحالی کا راز مضمر ہوتا ہے۔ باہمی افہام وتفہیم اور شراکت داروں کے احترام کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی ہے۔ اخلاص اور دیانت داری شراکت داروں کے مابین تعلقات کی شفافیت اور طہارت کی کنجی ہے۔معاشرے کا حسن اور پہچان انسانی رشتوں میں موجود احساس، ہمدردی، غمگساری اور پیار و محبت کی بدولت وجود میں آتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں دیکھا جائے تو اسلام نے خواتین کی بجائے مردوں کو خاندان کا کفیل بنایا ہے، اور عورت کے نان ونفقہ، حق مہر اور وراثت وغیرہ کے ذریعے اس کو مالی طور پر مستحکم کیا ہے، مگر مرورِ زمانہ حالات کے پیش نظر عورت کو بھی خاندان کو مستحکم ومضبوط کرنے کے لئے اولاد کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ معاشی استحکام کیلئے بھی کوشش کرنا پڑتی ہے نیز بہترین تعلیم وتربیت اور ہنرمندی کی بدولت اس کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نہ صرف خاندان کی خوشحالی کا باعث بنے بلکہ ملک وقوم کیلئے بھی ترقی اور خوشحالی کا سبب بنے۔

معاشرتی خوشحالی کے توازن کو برقرار رکھتے ہوئے حکومتی سطح پر بھی مردوں کے شانہ بشانہ خواتین کی معاشی خود انحصاری اور زندگی کے دیگر شعبہ جات میں بھی خواتین کو نمائندگی دی جا رہی ہے اور وہ بھی اپنے خاندان کے روشن مستقبل کیلئے کوشاں نظر آتی ہے۔

فکری تربیت کی کمی اور اخلاقی اقدار کے فقدان نے تعلیم یافتہ خاندانوں کو بھی مسائل کی دلدل میں ایسا پھنسایا ہے کہ وہ محض رسمی تعلیم حاصل کر لینے اور مال و دولت جمع کرنے کو ہی خوشحالی اور ترقی کا ذریعہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ جبکہ پرامن معاشرے کے قیام کیلئے نہایت ضروری ہے کہ خاندان کو فکری بالیدگی، شعوری پختگی اور اخلاقی وروحانی اقدار کو بھی ترجیحاً

اپنی تربیت کا حصہ بنانا چاہیے۔ خاندان کی خوشحالی کا راز اس امر میں پوشیدہ ہے کہ والدین نئی نسل کے سامنے صبر و برداشت، تحمل و بردباری کا مظاہرہ عملی طور پر پیش کریں، بلاشبہ اولاد کی اولین درسگاہ گھر کی چار دیواری ہی ہوتی ہے اور سب سے پہلے وہ جن اوصاف و کردار کو دیکھتا اور سیکھتا ہے وہ اسے اپنے والدین کی شکل میں میسر ہوتے ہیں۔ لہٰذا سربراہ خاندان جس روش پر گامزن ہوگا عین ممکن ہے کہ اولاد بھی اسی راستے کو اپناتے ہوئے اولاد کی عادات و اطوار کی تشکیل، طرز عمل اور مزاج میں والدین کی زندگی سے اہم کردار ادا کرتی ہے۔

معاشرے کو پرامن بنانے میں بلاشبہ خوشحال خاندان بنیادی کردار ادا کرتا ہے، اور خاندان کو خوشحال بنانے میں اس گھر کے تمام افراد برابر کردار ادا کرتے ہیں جو اس خاندان کی خوشحالی کے توازن کا ضامن ہوتا ہے۔ معاشرتی امن کو برقرار رکھنے کیلئے یہ بھی لازم امر ہے کہ ہر سطح پر نصاب تعلیم میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیم و سیرت کی روشنی میں حضور نبی اکرم ﷺ کو بحیثیت سربراہ خاندان، اسوہ صحابہ و صحابیات کے ذریعے اہل خانہ کی تعلیم و تربیت کے مضامین شامل کیے جانے چاہیں جن کی بدولت خاندان کو رشتہ داروں سے حسن سلوک کی ترغیب، امور خانہ داری کی دیکھ بھال اور پرامن خاندان کی اہمیت و افادیت کو سبقاً پڑھایا جانا چاہیے۔

معاشرے کو خوشحال اور پرامن بنانے کیلئے صرف مرد یا صرف عورت پر کوئی الگ سے ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ ہی اس کیلئے کوشاں ہوں بلکہ یہ پورے خاندان کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کو خوشحال بنانے کیلئے اپنا بنیادی کردار ادا کرے اور خاندان کو احساس دلانے کیلئے نہ صرف تدریسی نظام کافی ہے بلکہ بعینہٖ یہ ذمہ داری میڈیا پر بھی آتی ہے کہ وہ معاشرتی اصلاح کے پہلوؤں کو اجاگر کرے، مرد و عورت کو متحارب بنا کر پیش کرنے کی بجائے خاندان میں باہمی پیار و محبت، اتفاق و یگانگت اور راشتہ داروں سے حسن سلوک کیلئے بچوں سے لیکر بڑوں تک کیلئے مختلف طرز کے پروگرامز ترتیب دے اور معاشرے کے امن کو تشکیل دینے سے لیکر اس کی بقاء اور استحکام میں بھی ہراول دستہ کا فریضہ سرانجام دے۔

☆☆☆☆☆

منقبت

بحضور سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا

دختر نبی ﷺ ہے فاطمہؑ
زوجہ علیؑ ہے فاطمہؑ

پنجتن کے پانچ پھولوں میں
مہکتی کلی ہے فاطمہؑ

مصطفٰے ﷺ کے دل کا چین ہے
خوشبوئے علیؑ ہے فاطمہؑ

کربلا میں دھوپ ہے کڑی
سایہ کر رہی ہے فاطمہؑ

نام تیرا جب پکار لوں،
ہر بلا ٹلی ہے فاطمہؑ

سب سے بڑھ کے دو جہان میں،
تیری چاکری ہے فاطمہؑ

سعدیہ محمود قریشی (راولپنڈی)

دعوتِ دین اور داعی کی زندگی

داعی لوگوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے

دعوت کا بنیادی مقصد بنی نوع انسان کو اللہ کی بندگی کی طرف مائل کرنا ہے

امت مسلمہ کو بہترین امت کہا گیا کیونکہ وہ نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے

انیلا الیاس

دعوت دین ایک اہم فریضہ ہے جو بحیثیت امت مسلمہ ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ دعوت دین ایک ایسی عظیم سنت ہے کہ دیگر سنتیں اس کے ذیل میں آتی ہیں تو بے جا نہ ہوگا مگر اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ دعوت دین حکمت پر مبنی ہو تو اثر رکھتی ہے۔

دعوت کا معنی ومفہوم:

دعوت کا مطلب پکارنا، بلانا لیکن اصطلاحی معنی سے

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ تبلیغ سے مراد کسی چیز کو اس کے مدعا ومنشاء کی آخری حد تک پہنچا دینا محض تبلیغ ایک تقریر کر کے وما علینا الا البلاغ کہہ کر فارغ نہیں ہوتا بلکہ اس کی ذمہ داری بن جاتی ہے وہ لوگوں کی قدم بقدم منزل مقصود تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے۔ جس طرح والدین بچے کو پال کر جوانی کے کمال تک پہنچاتے ہیں اس طرح داعی انسان کی روحانی قوتوں کو درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ یہ بڑا محنت طلب کام ہے مخاطبین کا ذہنی ارتقاء مسلسل توجہ کا متقاضی ہوتا ہے

مراد، اللہ کی طرف بلانا کیونکہ بشری کمزوریوں کی بدولت انسان کا تعلق اللہ سے کمزور پڑ جاتا ہے۔ اس تعلق کو بحال کرنے کے لیے دعوت دینا ناگزیر ہے۔ دعوت صرف اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کا نام نہیں بلکہ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا داعیہ پیدا کرنا دعوت ہے۔ دراصل دعوت ایک ذمہ داری ہے جو محویت کا عالم طاری کر دیتی ہے پھر آدمی پہلے جیسا نہیں رہتا پھر اس کی نشست و برخاست انداز گفتگو اور معاملات ومعمولات بدل جاتے ہیں اور وہ نیا انسان بن جاتا ہے۔ اس کی زندگی دعوت کے تقاضوں کے مطابق طے پاتی ہے پھر اس کے اندر ایک ہی سوچ گھر کر جاتی ہے کہ کس طرح مخلوق خدا کو اپنے خدا کی طرف متوجہ کیا جاسکے۔ جب یہ جذبہ کسی کو قریہ قریہ اور بستی بستی لیے پھرے تو پھر دعوت، دعوت بنتی ہے۔

دعوت میں بیک وقت تبلیغ، نصیحت، خوشخبری اور انذار کی کیفیات شامل ہونی چاہیے۔ اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا.

”بے شک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے“۔ (الاحزاب، ۳۳: ۴۵)

دعوت کی اہمیت کے پیش نظر قرآن میں اس کا بار بار تذکرہ کیا گیا ہے۔ گویا اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے قول وفعل

حتی کہ حرکات وسکنات سے جو کچھ ظاہر ہو وہی دعوت ہے۔

داعی اور مدعو کا تعلق:

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ تبلیغ سے مراد کسی چیز کو اس کے مدعا و منشاء کی آخری حد تک پہنچا دینا محض تبلیغ ایک تقریر کر کے وما علینا الا البلاغ کہہ کر فارغ نہیں ہوتا بلکہ اس کی ذمہ داری بن جاتی ہے وہ لوگوں کی قدم بقدم منزل مقصود تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے۔ جس طرح والدین بچے کو پال کر جوانی کے کمال تک پہنچاتے ہیں اس طرح داعی انسان کی روحانی قوتوں کو درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ یہ بڑا محنت طلب کام ہے مخاطبین کا ذہنی ارتقاء مسلسل توجہ کا متقاضی ہوتا ہے۔ داعی اور مدعوئیں کے تعلق کو بخاری شریف کی حدیث مبارکہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔

الذی یربی الناس بصغار العلم ثم بکبارھا.

''جو لوگوں کی تربیت پہلے چھوٹے پھر بڑے سے کرے۔''

دراصل رب اسے کہتے ہیں جو رفتہ رفتہ درجہ کمال تک پہنچائے۔ گویا داعی اللہ کی صفت ربوبیت کا مظہر بن جائے۔ لہذا محنت، جدوجہد، اہتمام اور انتظام کے بغیر دعوت اسلامی صحیح معنوں میں دعوت نہیں بن سکتی۔ اسلامی دعوت جان سوزی، دلسوزی اور خون جگر کا تقاضا کرتی ہے بقول شاعر

؎ کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

مقصدِ دعوت:

دعوت کا بنیادی مقصد بنی نوع انسان کو اللہ کی بندگی کی طرف مائل کرنا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ.

''اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں۔'' (الذاریات،۵۱: ۵۶)

صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بننے کے لیے ضروری ہے پاکیزہ فضا اور ماحول میسر آئے جس کے لیے جاہلانہ اور

دعوت صرف اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کا نام نہیں بلکہ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا داعیہ پیدا کرنا دعوت ہے۔ دراصل دعوت ایک ذمہ داری ہے جو محویت کا عالم طاری کردیتی ہے پھر آدمی پہلے جیسا نہیں رہتا پھر اس کی نشست و برخاست انداز گفتگو اور معاملات و معمولات بدل جاتے ہیں اور وہ نیا انسان بن جاتا ہے۔ اس کی زندگی دعوت کے تقاضوں کے مطابق طے پاتی ہے پھر اس کے اندر ایک ہی سوچ گھر کرجاتی ہے کہ کس طرح مخلوق خدا کو اپنے خدا کی طرف متوجہ کیا جاسکے۔

طاغوتی آلودگی کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ لہذا غلبہ اسلام کی بحالی کی جدوجہد مقصد دعوت کے حصول کے لیے لازمی ٹھہری۔ اس کی کامیابی چند شرائط پر منحصر ہے:

۱۔ احیائے اسلام کے لیے فکری ونظری، علمی وعملی، اخلاقی و روحانی اور معاشی وسماجی سطح پر کام کرنا۔

۲۔ دعوت انسانی زندگی کے تمام اطراف و جوانب کو اپنے گھیرے میں لے لے۔

۳۔ جمود کو توڑنے کے لیے اسلام کی سائنسی اور عقلی تعبیر کے ساتھ اجتہادی صلاحیتوں سے کام لینا۔

۴۔ مذہبی تعلیمات کو زندگی کے ہر میدان میں فیصلہ کن عامل کی حیثیت دینا۔

۵۔ اتحاد امت کے لیے کام کرنا۔

دعوت کی اہمیت:

اسلام دین دعوت ہے جو دعوت وتبلیغ کا صحیح تصور بھی عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی داعیانہ حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بننے کے لیے ضروری ہے پاکیزہ فضا اور ماحول میسر آئے جس کے لیے جاہلانہ اور طاغوتی آلودگی کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ لہذا غلبہ اسلام کی بحالی کی جدوجہد مقصد دعوت کے حصول کے لیے لازمی ٹھہری

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا. وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

''اے نبیِّ (مکرّم!) بے شک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس کے اِذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منوّر کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے)''۔ (الاحزاب، ۳۳: ۴۵، ۴۶)

آپ ﷺ حکمراں، سپہ سالار، سیاستدان، مدبر، مفکر، مفسر، جج، تاجر غرض کہ سبھی کچھ تھے لیکن اللہ نے کہا میں نے آپ کو داعی بنا کر بھیجا ہے گویا آپ کے فرائض نبوت میں دعوت کا پہلو بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

امت مسلمہ کو بہترین امت کہا گیا کیونکہ وہ نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے۔ اگر یہ فریضہ کما حقہ نہ نبھایا گیا تو اعزاز چھن بھی سکتا ہے۔ دعوت کی ذمہ داری کسی اور کو بھی دی جاسکتی ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا.

''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو'' (البقرہ، ۲: ۱۴۳)

یہ گواہی اللہ کی توحید کی گواہی ہے۔ ایک مسلمان تادم مرگ اس ذمہ داری سے فارغ نہیں ہوسکتا۔ کوتاہی کی صورت میں اللہ کے ہاں پکڑ ہے۔ دعوت الی اللہ کو قول احسن سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ بات کرنے والا جو بہترین بات کرسکتا ہے وہ اللہ کی طرف سے دعوت ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. (فصلت، ۴۱: ۳۳)

''اور اس شخص سے زیادہ خوش گفتار کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے بے شک میں (اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کے) فرمانبرداروں میں سے ہوں''۔

یعنی داعی عاجزی و انکساری کا پیکر بن جائے۔ اپنی بڑائی کا اظہار نہ کرے۔ اپنے آپ کو خصوصی ادب و احترام کا مستحق نہ جانے اور دوسروں کی اصلاح کے جوش میں اعمال صالح کو نہ بھول جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ. (المائدۃ، ۵: ۶۷)

''اے (برگزیدہ) رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے (وہ سارا لوگوں کو) پہنچا دیجیے، اور اگر آپ نے (ایسا) نہ کیا تو آپ نے اس (ربّ) کا پیغام پہنچایا ہی نہیں۔''

غور کیجئے کہ دعوت و تبلیغ کے بارے میں کتنی شدید تاکید کی گئی ہے۔

اس ضمن میں نبی اکرم ﷺ کی فکر مندی اور شب و روز محنت کا یہ عالم تھا کہ اللہ کو کہنا پڑا:

طٰهٰ. مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى. (طہ، ۲۰: ۱، ۲)

''طٰہٰ، (حقیقی معنی اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں)۔ (اے محبوبِ مکرّم!) ہم نے آپ پر قرآن (اس لیے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔''

باری تعالیٰ کی طرف تسلی پر مبنی یہ پیار بھرے الفاظ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ دعوت کے کام میں اس قدر محو ہوچکے تھے کہ اپنی صحت کا خیال تک نہ تھا بس ایک

اپنے مشن کے ساتھ محبت، لگن اور محنت کی اس سے بہتر مثال ممکن نہیں۔ معلوم ہوا دعوت وتبلیغ کا کام کوئی اضافی ذمہ داری نہیں کہ دل چاہے تو کہیں تقریر کرلی پھر مدتوں خاموشی اختیار کرلی بلکہ یہ ایک مسلسل ذمہ داری ہے جو اوقات کی پابند نہیں بلکہ حسب موقعہ ہر جگہ نبھانے کی گنجائش نکالنا پڑتی ہے۔ کبھی خاموش رہ کر، کبھی بول کر، کبھی حرکات وسکنات کے ذریعے جیسے بھی بن پڑے اسے جاری رکھنا ہے

ہی غم کھائے جارہا ہے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

ایسی ہی دیگر سینکڑوں آیات اس امر پر موجود ہیں کہ دعوت دین کا کام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جسے ہر حال میں جاری رہنا چاہیے بحثیت امت یہ سب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں کسی بستی کو تباہ کرنے کا فیصلہ ہوا تو فرشتے نے عرض کیا باری تعالیٰ اس بستی میں تیرا ایک نیک شخص بھی ہے تو حکم ہوا اسے پہلے تباہ کرو کیونکہ اس کے سامنے برائی ہوتی ہے لیکن وہ کسی کو منع نہیں کرتا۔

دعوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضورﷺ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی دعوت دین سے خالی نہ تھا بلکہ ذاتی و نبوی حیثیت کے فرق ختم ہوگئے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ینطق عن الھوی. (النجم:۳)

’’وہ تو اپنی مرضی سے بولتے بھی نہیں۔‘‘

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے لوگوں کو گواہ بنا کر فرمایا کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کردیا۔ لوگوں نے جواب دیا: ہم گواہی دیں گے آپ نے تبلیغ کا حق ادا کردیا اور ہمارے ساتھ خیر خواہی و ہمدردی کی تھی۔ (بخاری شریف)

اپنے مشن کے ساتھ محبت، لگن اور محنت کی اس سے بہتر مثال ممکن نہیں۔ معلوم ہوا دعوت وتبلیغ کا کام کوئی اضافی ذمہ داری نہیں کہ دل چاہے تو کہیں تقریر کرلی پھر مدتوں خاموشی اختیار کرلی بلکہ یہ ایک مسلسل ذمہ داری ہے جو اوقات کی پابند نہیں بلکہ حسب موقعہ ہر جگہ نبھانے کی گنجائش نکالنا پڑتی ہے۔ کبھی خاموش رہ کر، کبھی بول کر، کبھی حرکات وسکنات کے ذریعے جیسے بھی بن پڑے اسے جاری رکھنا ہے۔

میری اور میری امت کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے آدمی نے آگ جلائی تو اس میں کیڑے، مکوڑے، پتنگے گرنے لگے میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوئے ہوں اور تم ہو کہ اس میں گرتے پڑتے ہو۔ (مسلم شریف)

یہ غلط فہمی بھی دور ہونی چاہیے کہ دعوت وتبلیغ صرف علماء کی ذمہ داری ہے البتہ یہ بات درست ہے کہ یہ فریضہ کماحقہ اہل علم ہی ادا کرسکتے ہیں لیکن عام انسان بھی اس ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں کیونکہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا:

بلغوا عنی ولو آیۃ. (بخاری شریف)

’’میری طرف سے لوگوں تک پہنچادو خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

دعوت وتبلیغ اس قدر موکدہ سنت ہے کہ اس پائے کی کوئی اور سنت نہیں۔ امت مسلمہ پندرہ سو سال سے اس سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہے جس میں کبھی انقطاع واقع نہیں ہوا یہ کام تاقیامت جاری رہے گا۔ جب تک کرہ ارض پر بسنے والا آخری غیر مسلم بھی اسلام قبول نہیں کرلیتا۔ بطور داعیہ ہمارے اندر یہ صلاحیت پیدا ہونی چاہیے کہ ہم دین کی دعوت کو پورے لوازمات کے ساتھ آگے پہنچائیں اور اسے زندگی میں اولین مقصد قرار دیں۔ (ماخوذ از کتاب: دعوت کا انقلابی طریقِ کار)

☆☆☆☆☆

امام زین العابدین علیہ السلام

آپ امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے اور امامِ امت ہیں

آپ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد منصبِ امامت پر فائز ہوئے

امام زین العابدین واقعہ کربلا کے اصل راوی ہیں، ان کے ذریعے پورا واقعہ امت تک پہنچا

سعدیہ کریم

حضرت امام زین العابدین امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے اور امام امت ہیں۔ آپ ائمہ اہل سنت میں سے چوتھے امام ہیں۔ آپ کا نام علی، کنیت ابو محمد اور لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔ آپ کی ولادت کی خوشخبری رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی دے دی تھی۔

ولادت باسعادت:

آپ مدینہ منورہ میں ہجرت کے تینتسویں (۳۳) سال پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی امام حسینؓ ابن ابی طالب ہیں۔ والدہ ماجدہ شہر بانو ہیں جو شہنشاہ فارس خسرو پرویز کی بیٹی تھیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ابوالزبیر نے کہا کہ ہم سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ امام حسینؓ تشریف لائے تو حضور اکرم ﷺ نے ان کا سر اور ماتھا چوما اور سینے سے لگایا پھر اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کہ میرے بیٹے حسین کے گھر اللہ تعالیٰ بیٹا دے گا جس کا نام علی ہوگا اور زین العابدین ہوگا قیامت کے دن حاملین عرش فرشتوں میں سے ایک فرشتہ آئے گا اور کہے گا کہ سیدالعابدین کھڑا ہو تو وہ زین العابدین ہوگا۔ (البدایۃ والنہایۃ)

امام زین العابدینؑ کی امامت:

آئمہ اہل بیت کی تعداد بارہ ہے جن میں امام زین العابدین علیہ السلام چوتھے نمبر پر ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد منصب امامت پر فائز ہوئے۔ امام حسین علیہ السلام نے انہیں میدان جنگ میں جانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ

”اے جان پدر تم ہر گز میدان جنگ کا قصد نہ کرو۔ تم اہل بیت کی مستورات کے محرم ہو۔ میرے باپ اور نانا کی امانتوں کے اہل ہو میری نسل اور حسینی سیدوں کے امام ہو میرے جانشین ہو میری ساری امیدیں تمہاری ذات سے وابستہ ہیں۔ امام زین العابدین نے عرض کیا کہ آپ کے بعد میرا سینہ شدت غم سے پھٹ جائے گا تو امام حسینؑ نے فرمایا تم امام کے بیٹے ہو ضبط اور صبر سے کام لو، امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صبر دے گا پھر انہوں نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو بہت سی وصیتیں فرمائیں اور اپنے سینے کے باطنی علم علوم و اسرار سے انہیں سرفراز فرما کر اپنا جانشین بنایا۔

غرض آپ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد منصب امامت پر امام زین العابدین علیہ السلام فائز ہوئے اور آپ ہی طریقت طریقت و ولایت کے چوتھے امام ہیں۔

امام زین العابدین اور واقعہ کربلا:

امام زین العابدین علیہ السلام واقعہ کربلا کے اصل راوی ہیں اور ان کی صحیح سند کے ساتھ ہی یہ پورا واقعہ امت تک پہنچا ہے۔ آپ کی زندگی پر سب سے زیادہ اثر واقعہ کربلا نے ڈالا تھا کیونکہ شروع سے لے کر آخر تک اب تمام حالات کے عینی گواہ اور شاہد ہیں۔ واقعہ کربلا کے بعد جو اثرات تھے وہ بھی

امام زین العابدین کی وساطت سے ہی امت تک پہنچے ہیں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے امام زین العابدین سے کہا کہ آپ ہمیشہ غمزدہ رہتے ہیں کبھی آپ کے آنسو خشک نہیں ہوئے تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام گم ہوئے تو ان کی جدائی میں ان کی آنکھیں رو رو کر سفید ہوگئیں تھیں میں نے تو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے گھر کے افراد کو ذبح ہوتے دیکھا میں کیسے غمزدہ نہ ہوں۔ اس غم کی وجہ سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ)

آپ نے لوگوں سے ملنا جلنا کم کردیا اور سیاسی حالات و واقعات سے بھی خودکو الگ کردیا تھا۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی عبادت:

آپ بہت بڑے عابد اور زاہد تھے امام مالک فرماتے ہیں کہ آپ کو کثرت عبادت کہ وجہ سے ہی زین العابدین کہا جاتا ہے کہ آپ عبادت کرنے والوں کی زینت ہیں۔ ایک دن اور ایک رات میں ہزار رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب آپ وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد ہوجاتا۔ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خوف خدا کی وجہ سے آپ کے جسم مبارک پر کپکپی طاری ہوجاتی جب لوگوں نے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ میں کس کی بارگاہ میں حاضر ہورہا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ نماز ادا کررہے تھے تو آپ کے کمرے میں آگ لگ گئی آپ حالت سجدہ میں تھے۔ لوگوں نے چیخنا شروع کردیا۔ لیکن آپ نے سر تک نہ اٹھایا آگ بجھا دی گئی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دریافت کیا کہ کیا بات ہے تو لوگوں نے پورا واقعہ بیان کیا امام صاحب نے جواب دیا مجھے تو اس سے بڑی آگ نے مشغول کر رکھا تھا۔

آپ کی کنیز سے آپ کی عبادت کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اور پوری رات عبادت میں رہتے کبھی بھی آرام نہیں فرماتے تھے۔

طاؤس بن کیسان سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے رات کو حجر اسود کے قریب امام زین العابدین علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا آپ نے بہت طویل سجدہ کیا میں نے سننے کی کوشش کی تو آپ درج ذیل دعا پڑھ رہے تھے۔

عبدك وبغنائك ومسكينك وبغنائك سائلك وبغنائك وفقيرك بغنائك.

آپ کی یہ دعا حل مشکلات کے لیے مجرب ہے۔ طاؤس نے کہا اللہ کی قسم جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی تو میں ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگتا تو اللہ تعالیٰ میری مشکل کو حل فرمادیتا ہے۔ امام زین العابدین کثرت سے مناجات فرماتے تھے۔ آپ کی مناجات سننے والوں کے دل بھی خوف الٰہی اور رقت سے جھک جاتے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ''مناجات امام زین العابدینؑ'' کے عنوان سے چند آپ کی مناجات کو کتابی شکل میں جمع کیا ہے۔ جن میں چند ذیل میں پیش کی جارہی ہیں جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہماری بخشش و رحمت کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔

مناجاتِ مستغفرین

اے بخشنے والے! تیرے ہی نور سے ہمیں ہدایت ملی، تیرے فضل سے ہم مالا مال ہوئے اور تیری نعمت کے ساتھ ہم صبح و شام کرتے ہیں، ہمارے گناہ تیرے سامنے ہیں، اے اللہ! ہم تجھ سے ان کی بخشش چاہتے ہیں اور تیرے حضور توبہ کرتے ہیں۔

تو نعمتوں کے ذریعے ہم سے محبت کرتا ہے اور اس کے مقابل ہم تیری نافرمانی و گناہ کرتے ہیں، تیری بھلائی ہماری طرف آرہی ہے اور ہماری برائی تیری طرف جارہی ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عزت والا بادشاہ ہے، تیرے پاس ہمارے برے اعمال جاتے ہیں تو بھی وہ تجھے ہم پر اپنی نعمتوں کی بارش سے روک نہیں سکتے اور تو ہم پر اپنی عطائیں بڑھاتا رہتا ہے، پس تو پاک تر ہے، تو کیسا بردبار ہے، کتنا عظیم ہے کتنا معزز ہے، ابتداء کرنے اور پلٹانے میں تیرے نام پاک تر ہیں، تیری ثناء برتر ہے اور تیری نعمتیں اور تیرے کام بلند تر ہیں۔

اے معبود! تو فضل میں وسعت والا اور بردباری میں عظیم تر ہے، اس سے کہ تو میرے فعل اور خطا کے بارے میں قیاس کرے، پس معافی دے، معافی دے، معافی دے، میرے سردار، میرے سردار، میرے سردار۔

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر میں مشغول رکھ ہمیں اپنی ناراضی سے پناہ دے۔

ہمیں اپنے عذاب سے امان دے، ہمیں اپنی عطاؤں سے رزق دے، ہمیں اپنے فضل سے انعام دے، ہمیں اپنے گھر (کعبہ) کا حج نصیب فرما اور ہمیں اپنے نبی کے روضہ کی زیارت کرا، تیرا درود، تیری رحمت، تیری بخشش اور تیری رضا ہو، تیرے نبی کے لئے اور ان کے اہل بیت کے لئے اور ان کے اصحاب کے لئے، بے شک تو نزدیک تر قبول کرنے والا ہے اور ہمیں اپنی عبادت بجا لانے کی توفیق دے، ہمیں اپنی ملت اور اپنے نبی کی سنت پر موت دے۔

میرے معبود! تیرا فضل وسیع تر ہے اور تیری بردباری عظیم تر ہے، اس سے کہ تو مجھے میرے عمل کے ساتھ تو لے یا میرے گناہ کے باعث مجھے گرا دے اور اے میرے آقا! میں کیا اور میری اوقات کیا مجھے اپنے فضل سے بخش دے، میرے سردار اور اپنے عفو کے صدقے میں مجھے اپنے پردے میں لے لے اور اپنے خاص کرم سے مجھے سرزنش سے معاف رکھ۔ اے راہِ سلوک پر چلنے والوں میں سے سب سے بہترین۔

مناجات المستغیثین

میرے اللہ اور میرے آقا! تیری عزت و جلال کی قسم! کہ اگر تو میرے گناہوں کی باز پرس کرے گا تو میں تیرے عفو کی خواہش کروں گا، اگر تو نے میری پستی پر پوچھ گچھ کی تو میں تیری مہربانی کی تمنا کروں گا، اگر تو مجھے دوزخ میں ڈالے گا تو میں وہاں کے لوگوں کو بتاؤں گا کہ میں تجھ سے محبت کرتا رہا ہوں۔

میرے معبود میرے سردار! اگر تو نے اپنے پیاروں اور فرمانبرداروں کے سوا کسی کو معافی نہ دی تو گناہ گار لوگ کس سے فریاد کر سکیں گے، اور اگر تو صرف اپنے وفاداروں کو عزت عطا فرمائے گا تو پھر خطا کار لوگ کس سے داد خواہ ہوں گے۔

میرے معبود! اگر تو مجھے جہنم میں ڈالے گا تو اس میں تیرے دشمنوں ہی کو خوشی ہوگی، اور اگر تو نے مجھے جنت میں داخل کیا تو اس میں تیرے نبی کو مسرت ہوگی، اور قسم بخدا! کہ میں یہ جانتا ہوں کہ تجھے اپنے دشمن کی خوشی کی نسبت اپنے نبی کی خوشی منظور ہوگی۔

اے اللہ! میں سوالی ہوں تجھ سے کہ میرے دل کو اپنی محبت سے، اپنے رعب سے، اور اپنی کتاب کی تصدیق سے بھر دے، نیز میرے دل کو ایمان، خوف اور شوق سے پُر کر دے۔ اے بزرگی اور عزت کے مالک میرے لئے اپنی حضوری محبوب بنا اور مجھ سے ملاقات کو محبوب رکھ اور میرے لئے اپنی ملاقات کو خوشی، کشادگی اور فخر و عزت کا ذریعہ بنا۔

اے معبود! مجھے گزرے ہوئے نیک لوگوں سے ملحق فرما دے اور موجودہ نیک لوگوں میں شامل کر دے۔

میرے لئے نیکو کاروں کا راستہ مقرر کر دے اور میرے نفس کے بارے میں میری مدد کر، جیسے تو اپنے نیک بندوں کی ان کے نفسوں پر مدد فرماتا ہے، میرے عمل کا انجام خیر کے ساتھ کر اور اپنی رحمت سے اس کے ثواب میں مجھے جنت عطا فرما اور جو نیک عمل تو نے مجھے عطا کیا ہے اس پر مجھ کو ثابت قدم رکھ۔ اے پالنے والے اور جس برائی سے مجھے نکالا ہے اس کی طرف نہ پلٹا۔ اے جہانوں کے پروردگار!

اے معبود! میں تجھ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جو تیرے حضور میری پیشی سے پہلے ختم نہ ہو، مجھے زندہ رکھنا ہے تو اسی پر زندہ رکھ اور موت دینی ہے تو اسی پر دے۔ جب مجھے اٹھائے تو اسی پر اٹھا کھڑا کر۔ اور میرے دل کو دین میں دکھاوے، شک اور ستائش طلبی سے پاک رکھ، یہاں تک کہ میرا عمل تیرے لئے خاص ہو جائے۔

اللہ پاک ہمیں بھی اپنے حضور توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆☆☆

گلدستہ

نیکی کرنے والا نیکی کا صلہ ضرور پاتا ہے

کوئی شخص اپنی لیاقت اور طاقت سے روزی حاصل نہیں کرتا

مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین

اقوال زریں:

اللہ تعالیٰ نے اشیاء کی حقیقت کا علم تم سے چھپا لیا ہے، اس لیئے کوئی چیز تمہیں اچھی لگے یا نہ لگے، اس کے خلاف نہ کہو۔ (شیخ عبدالقادر جیلانی)

دین کی اصل عقل، عقل کی اصل علم اور علم کی اصل صبر ہے، لہذا صبر کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑو۔
(شیخ عبدالقادر جیلانی)

☆ کوئی شخص روزی اپنی لیاقت اور طاقت سے نہیں حاصل کرتا۔ اللہ سب کا رازق ہے۔

☆ بڑے بڑے متکبروں اور سرکشوں کو بھی خدا کے سامنے جھکے بغیر چارہ نہیں۔

☆ خداوند تعالیٰ متحمل بھی ہے اور رحیم و کریم بھی۔ وہ گناہ گاروں کو توبہ کے لئے مہلت دیتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کو دامن رحمت میں ڈھانپ لیتا ہے۔

☆ جب تو خدا سے مغفرت و عطا کا طالب ہے تو جن لوگوں کی امیدیں تیری ذات سے وابستہ ہیں تو انہیں بھی محروم و مایوس نہ کر۔

☆ جیسا سلوک تو مخلوق خدا سے کرے گا ویسا ہی سلوک خدا تیرے ساتھ کرے گا۔

☆ حقیقی بڑا تو وہ ہے جو اپنے ہر چھوٹے کو پہچانتا ہو اور اس کی ضروریات کا خیال رکھتا ہو۔

☆ جس مظلوم کو بادشاہ سے انصاف نہ مل سکے اسے خدا انصاف دلاتا ہے

☆ آخرت میں نیکیوں کے مطابق مرتبے ملتے ہیں اس لئے نیکی کرو۔

☆ جو شخص کوشش اور عمل میں کوتاہی کرتا ہے پیچھے رہنا اس کا مقدر ہے۔

☆ مصیبت میں حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے۔ ہمت سے اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ہمت طاقت سے زیادہ کام کرتی ہے۔

☆احساس کیا ہے؟ دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا۔

☆منصف اور عادل کو اللہ اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا۔

☆آدمی وہ ہے جس کی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچے ورنہ پتھر ہے۔

☆نیکی کرنے والا نیکی کا صلہ ضرور پاتا ہے۔

☆نیک نیت کی وجہ سے کام نیک اور بری نیت کی بدولت برا ہو جاتا ہے۔

☆مظلوم کی تکلیف تو چند ساعت کی ہوتی ہے مگر ظالم ابدی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

☆نصیحت اگرچہ ناخوشگوار ہوتی ہے لیکن اس کا انجام خوشگوار ہوتا ہے۔

☆ظالم جب تک ظلم نہیں چھوڑتا اس کے حق میں کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔

☆ دنیا بے وفا اور انتہائی ناقابل اعتبار ہے اس سے فائدہ وہی شخص اٹھاتا ہے جو اسے مخلوق خدا کی اصلاح اور فلاح میں لگا دیتا ہے۔

☆ دولت کو صدقہ جاریہ میں لگاؤ آخرت میں کام آئے گی۔

سونف کے فوائد:

سونف کا استعمال عام طور پر کھانوں میں کیا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ کھانے کے بعد تھوڑی مقدار میں سونف کا استعمال منہ کے اندر ہونے والی بو کو بھی دور کرتا ہے۔ بہت سارے لوگ اس کے استعمال کو ہاضمے کے لیے بھی کرتے ہیں۔ سونف کے مزید استعمال درج ذیل ہیں:

۱۔ دوران خون کو بہتر بناتا ہے:

سونف کو چبانے کی صورت میں انسانی تھوک میں نائٹریٹ والے خامروں کے اضافے میں تیزی آتی ہے جو کہ نسان کے دوران خون کو معمول پر رکھتا ہے۔ اس لیے بلند فشار خون کے مریض اگر اپنے کھانے کے بعد تھوڑی مقدار میں سونف کو چبانے کی عادت اپنائیں تو اس سے دوران خون نارمل رہتا ہے۔

۲۔ خون میں کولیسٹرول کی مقدار کو کم کرتا ہے:

سونف کے اندر ایسے فائبر موجود ہوتے ہیں جو کہ کولیسٹرول کو خون میں جذب ہونے میں مدد دیتے ہیں۔ اس سے خون میں کولیسٹرول کی شرح میں کمی واقع ہوتی ہے اور دل کے دورے کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

۳۔ چہرے کی جلد کی حفاظت کرتی ہے:

سونف کے اندر ایسے وٹامن موجود ہوتے ہیں جو کہ خون میں جذب ہو کر خون میں سے زہریلے مادوں کو خارج ہونے میں مدد دیتے ہیں۔ جس سے خون صاف ہوتا ہے اور جلد پر چمک آتی ہے اس سے انسان اپنی عمر سے کم نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ انسان کے اندر موجود ہارمون کے نظام کو بھی بہتر بناتا ہے جس سے جلد پر نکل آنے والے کیل مہاسوں کا بھی خاتمہ ہوتا ہے۔

۴۔ بینائی کو بہتر بناتی ہے:

سونف کے اندر وٹامن اے کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے جو کہ آنکھوں کے لیے بہت مفید ہوتی ہے۔ اس وجہ سے قدیم زمانے سے ہی سونف کا استعمال آنکھوں میں ہونے والے موتیے کو دور کرنے کے لیے بھی کیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بینائی کو بھی بہتر بناتی ہے۔

شاہی قلفہ

اجزاء

دودھ چھ کپ، چینی تین چوتھائی کپ، کارن فلور چار کھانے کے چمچ، کھویا دو سو پچاس گرام، زعفران آدھا چائے کا چمچ، کیوڑا ایک کھانے کا چمچ، (ہری الائچی آدھا چائے کا چمچ (پسی ہوئی، کنڈینسڈ ملک چار کھانے کے چمچ، کریم ایک پیکٹ (بادام اور پستے آدھا کپ (سلائس، :ربڑی کے لئے دودھ ڈیڑھ کپ، کارن فلور ایک کھانے کا چمچ، زعفران چند قطرے، کیوڑا چند قطرے، کنڈینسڈ ملک چار کھانے کے چمچ، (بادام اور پستے گارنش کے لیے (کٹے ہوئے۔

ترکیب

ربڑی کے لیے :ڈیڑھ کپ دودھ کو پکائیں۔

پھر اس میں کارن فلور شامل کر کے مکسچر گاڑھا کر لیں۔اب اسے نکال کر ٹھنڈا کریں اور اس میں چند قطرے زعفران، کیوڑا اور کنڈینسڈ ملک ڈال کر مکس کریں اور بادام اور پستے کے ساتھ گارنش کرلیں۔ قلفہ کے لیے :چھ کپ دودھ اور چینی کو پندرہ منٹ کے لیے پکائیں۔ پھر کارن فلور کو ایک چوتھائی کپ دودھ میں مکس کر کے اُبلے دودھ میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ وہ گاڑھا ہو جائے۔ اب اس میں کھویا شامل کر کے چولہے سے اُتار لیں۔ پھر اسے ٹھنڈا کر کے اس میں زعفران، کیوڑا، ہری الائچی، کنڈینسڈ ملک اور کریم ڈال کر مکس کریں۔

اب اس مکسچر کو گریس کیے ہوئے لوف ٹِن میں ڈال کر ڈھکیں اور فریزر میں سیٹ ہونے کے لیے رکھ دیں۔ پھر اسے نکال کر سلائسز میں کاٹیں اور تیار کی ہوئی ربڑی کے ساتھ سرو کریں۔

☆☆☆☆☆

سحر و افطار میں کھانے پینے میں احتیاط برتیں

خالص غذاؤں کے استعمال کو ترجیح دیں، دہی، پھل، پانی کا زیادہ استعمال کریں

سفید آٹے سے بنی اشیاء سے پرہیز کریں، میٹھی اور نمکین اشیاء ملا کر نہ کھائیں

ویشاء وحید

جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے لیکن ہم اسے زکوٰۃ نہیں مالِ غنیمت سمجھ بیٹھے ہیں اسی لیے وہ رمضان کا مہینہ جس میں روزہ رکھ کر ہم نے اپنے جسم کو پاک کرنا تھا اسی رمضان کے مہینے میں ہم افطاری میں ایک ہی وقت میں وہ سب کھاتے ہیں جو شاید باقی کے مہینوں میں کبھی نہ کھایا ہو اور ایسے کھاتے ہیں جیسے یہ ماہ رمضان نہیں ماہ دستر خوان ہے اور اس مہینے کے بعد ماہ قحط اور یہ معاملہ کچھ عرصہ پہلے تک تو صرف افطاری تک محدود تھا مگر اب اس ماہ دستر خوان کے تقدس کا احترام کرتے ہوئے ہماری عوام سحری حتی کہ تراویح کے بعد بھی کھانے پینے کا خوب خیال رکھتی ہے اور یقین کے ساتھ ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ جسم میں نصب یہ معدے نامی مشین کہیں کچھ گھنٹے آرام نہ کرے۔ وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک بار کچھ گھنٹوں کے لیے اس مشین کو آرام مل گیا تو کہیں اس کو زنگ ہی نہ لگ جائے۔ یہ نہ ہو کہ ہم جو اس کے ساتھ سلوک کرتے ہیں اس کا 5% بھی اس نے ہمارے ساتھ کردیا تو ہم زبان کے چٹخاروں سے محروم ہی نہ رہ جائیں اور شاید یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہم اس مشین کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔

اللہ اکبر کی آواز جیسے ہی کانوں میں پڑتی ہے ساتھ ہی روزہ افطار کی دعا کے ساتھ منہ میں کھجور، دودھ سوڈا، روح افزا، پکوڑا حلق میں اتار لیا جاتا ہے اور یہ تو ابھی سٹارٹر ہے۔ اور یہ سب ہم اسی جواز کے تحت کرتے ہیں کہ صبح سے بھوکا رہنے کے بعد یہ سب کھانا تو ضروری ہے اور اسی طرح ماہ رمضان اپنا حقیقی مقصد کھوتے ہوئے کھانے سے شروع ہوکر بھوک ختم کرنے تک محدود ہوجاتا ہے۔

آئیے دیکھتے ہیں رمضان میں ہماری غذا کیسی ہونی چاہیے تاکہ ماہ رمضان کا مقصد بھی قائم رہے۔

سحری کیسی ہونی چاہیے؟:

۱۔ روزانہ باقر خوانی و پھیونی، دہی نہ لیں بلکہ روٹی، گندم سے بنی ڈبل روٹی، انڈے، شامی کباب، آلو کی ٹکیہ، سالن کے ساتھ لیں لیکن روزانہ ایک ہی غذا نہ لیں۔

۲۔ دہی کا استعمال روٹی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ اگر آپ سحری میں زیادہ نہیں کھاسکتے تو گندم کا دلیہ/ ملک شیک/ اسمودی لیکن سحری پیٹ بھرنے والی ہونی چاہیئے۔

۴۔ سحری کے بعد گرین ٹی کے چند گھونٹ ضرور لیں لیکن پانی اور چائے سحری کے بعد نہ لیں ہاں اگر کوئی ایسی دوائی جو آپ نے سحری کے بعد لینی ہو اس کے ساتھ آپ پانی کا استعمال کرسکتے ہیں۔

۵۔ کوشش کریں آپ کے اٹھنے اور اذان فجر میں 50 منٹ کا وقفہ ہو تاکہ آپ سحری سے پہلے چائے پی سکیں اور 1-3 گلاس پانی سحری سے پہلے یا دوران سحری پی سکیں۔

افطاری کیسی ہونی چاہیے؟:

۱۔ سفید آٹے سے بنی اشیاء کا استعمال نہ کریں اور

افطاری میں میٹھی اور نمکین اشیاء ملا کر نہ کھائیں۔

۲۔ اگر آپ نے روزہ میٹھی چیز سے افطار کیا ہے جیسے کہ کھجور، پھل، ملک شیک، فریش جوش، لسی، لیموں پانی یا کولڈ کافی تو کھانا کم سے کم 60 منٹ بعد کھائیں۔

۳۔ پانی کا استعمال رات کے کھانے سے پہلے کریں۔

۴۔ اگر آپ روزہ نمکین چیز سے افطار کر رہے ہیں جیسے پکوڑے، چنا چاٹ، دہی بھڑے تو اس صورت میں میٹھی غذا رات کے کھانے کے 2 گھنٹے بعد لیں اور میٹھی چیز سے افطار کرنے کی صورت میں نمکین چیز رات کے کھانے کے ساتھ بھی لے سکتے ہیں۔

۵۔ فرائنگ کے لیے سرسوں کا تیل یا دیسی گھی استعمال کریں۔

۶۔ رات کے کھانے کا معمول نہ چھوڑیں کیونکہ سال کے باقی مہینے آپ کے جسم کو رات کے کھانے کی عادت ہوتی ہے۔ اگر رات کا کھانا چھوڑنا ہی ہے تو ہفتے میں دو بار چھوڑ سکتے ہیں۔

ضروری ہدایات:

☆ رمضان میں پانی کا استعمال یقینی بنائیں۔ 8-7 گلاس پانی ضرور پئیں۔ 3 گلاس سحری سے پہلے، 2 گلاس افطاری کے بعد یا رات کے کھانے سے پہلے اور 3-2 گلاس رات کے کھانے کے گھنٹہ بعد۔

☆ اگر آپ رات کے کھانے کے 4-3 گھنٹے بعد بھی جاگتے رہتے ہیں تو اس دوران آپ گرم دودھ، پھل، مکس نٹس وغیرہ میں سے کچھ بھی لے سکتے ہیں۔

رمضان میں کی جانے والی عام غلطیاں:

ا۔ افطاری میں ایک ساتھ بہت سارا پانی پینا: بہتر یہ ہے کہ افطار کے وقت چند گھونٹ پی لیا جائے اور پھر بعد میں ہر دو گھنٹے بعد

۲۔ میٹھے مشروبات کا روزانہ استعمال: ہفتے میں دو بار پیے جاسکتے ہیں۔

۳۔ افطاری کے بعد ورزش کرنا: اس وقت خون کا بہاؤ معدے کی طرف زیادہ ہوتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ افطاری کے کم سے کم دو گھنٹے بعد ورزش کی جائے۔

۴۔ تیز تیز کھانا: آہستہ آہستہ کھانے سے کھانا بہتر طور پر ہضم ہوسکتا ہے۔

۵۔ افطاری کے فوراً بعد میٹھا کھانا: اس سے آپ سستی اور نیند محسوس کرتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ افطاری اور میٹھے میں 2 گھنٹے کا وقفہ رکھیں تاکہ تراویح اور عشا کی نماز چستی سے پڑھ سکیں۔

۶۔ ایسی غذا سے افطار کرنا جس میں سوڈیم زیادہ مقدار میں ہو۔ اس سے ہمیں زیادہ پیاس لگتی ہے اس کے بجائے وہ غذا کھائیں جس میں پوٹاشیم کی مقدار زیادہ ہو۔ پوٹاشیم جسم میں پانی کی مقدار برقرار رکھتا ہے اور پیاس کم لگتی ہے۔ پوٹاشیم کون سی غذا میں زیادہ موجود ہوتا ہے۔

ا۔ کیلا ۲۔ دودھ ۳۔ کھجور

۴۔ مٹر ۵۔ کدو ۶۔ خشک آڑو

جہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو ماہ رمضان کو ماہ دستر خوان سمجھتے ہیں وہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو دن بہ دن بڑھتی ہوئی آگاہی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ماہ رمضان کی برکات اور فضائل سے ظاہری اور باطنی دونوں طور پر مستفید ہوتے ہیں۔ ایک گروپ ایسے لوگوں کا بھی ہے جو ماہ دستر خوان میں اس قدر بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالتے ہیں کہ باقاعدہ سحرو افطار پارٹیز کا اہتمام کرتے ہیں۔ یعنی جو وقت خاص عبادت کے لیے مختص ہونا چاہیے تھا وہ محفلوں کی نظر کر کے خوش گپیوں میں ضائع کر دیتے ہیں اور آخر میں کہتے ہیں کہ پتا ہی نہیں چلا رمضان کب آیا اور کب چلا گیا۔ ابھی تو ہم نے بہت کچھ کرنا تھا۔ اس کے برعکس ایسے لوگ بھی ہیں جو ماہ رمضان کی اہمیت سے بخوبی آگاہ ہیں اور چاہتے ہیں اس ماہ کا ایک بھی لمحہ غفلت یا کھانے پینے کی نظر نہ ہوجائے۔ وہ اپنے معمولات زندگی اس طرح پلان کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزرے نہ کہ کچن اور بازاروں میں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم اپنے لیے کیا چاہتے ہیں اور ہمارا اللہ سے کیسا رابطہ اور تعلق ہے کیونکہ روزہ اللہ کے لیے ہے اور اس کا اجر بھی اللہ ہی دیں گے۔

☆☆☆☆☆

Labours:The Nation Builders

(From low wages to No educational security: This section of society is deprived of their basis human rights)

Aqsa Munawar

Labor Day is celebrated all over the world to acknowledge the labors for their hard work and so in Pakistan on 1st May. On this day seminars, marches and rallies are arranged for labor's rights. A holiday is observed by the both private and governmental organizations. Labor Day is actually marked to get economical and financial rights of labors but irony is that the Labor Day is just like other usual days especially for the laymen labors. They still have to do work on that day too. However, Pakistan has become the part of the International Labor organization but is still not able to give the appropriate and legitimate rights to labors. All the laws made for laborers are just on the piece of paper having no worth at all.

The social class discrimination has entrenched almost every system of our country and so has effects on labor system too. The posh class (means the higher management of organizations, industries and enterprises) get all the profits of turmoil of the impoverished or lower labors. And lower labor has to do hard work all the day. They even have to do work more than their actual hours, but still, they don't get enough wages to meet ends. Those wages are not more than jokes in front of their hard turmoil. They don't even get their payments on time. Islam has given a lot of importance about the labor rights. Our beloved Holy Prophet (PBUH) said once

"Pay the laborers their payments before their sweat dries "

The Holy Prophet (PBUH) also said that

"Whoever employs people to work for them, must specify their wages in advance"

The Payment of Wages Act (1936) declares that wages to workers employed in factories and on railways are to be paid within seven days of completion of the wages period, if the number of workers employed therein is less than 1,000. In other cases, the time limit for payment of wages to the workers is 10 days. No deduction can be made from the wages of the workers except as specified in the Act, such as for fines, breach of contract and the cost of damage or loss incurred to the factory in any way other than an accident (Rasheed, 2019).

But in reality, getting payment on time is a distant thing. They are not even paid for their legitimate hard work even putting extra time. Especially the layman labor has to suffer a lot from this and in result child labor arises. Children has to do work so they can earn bread and butter for at least two times a day. children's sweet dreams are put to sleep and tools are held in their hands instead of pens. They become the "chotu" of the shops to whom no one shows compassion. On the other hand, there are the bosses who get all the revenues without doing anything at all. The higher management just luxuriate on the blood and sweat of poor labors.

Private organizations don't provide any health and medical facilities to their workers. They don't give their workers any special allowances but made them to work for almost 12 to 14 hours. They even reduce their number of workers and put a lot of stress as one worker has to do work of three or four people. This havoc routine causes both physical and mental stress on workers. The workers on the agricultural lands i.e., farmers give their sweat to the fields but the landlords simply get all the credit and farmers almost get nothing in the name of payment for their hard work. There are also day laborers which have to do highly laborious physical work such as masons and still have to live from hand to mouth because they are not paid enough to meet ends. There are many workers such as those who work in caves have no proper health equipment at all and in result their health become deteriorated and they get fired.

All the laborers from cobbler, drivers, watchmen, salesmen, manufacturers, masons, farmers, private teachers, janitors, etc. all play the important role in building the Pakistan but get the lowest wages. Even though Pakistan is a developing country it is still one of the lowest paid countries. "In the 2019-20 budget, the federal government and the provincial governments of Khyber Pakhtunkhwa and Baluchistan made the minimum wages of workers from Rs 15,000 to Rs 17,500 per month". But the janitor staff only get payment of 14000 to 15000 per month. The garment industry labors get the income of Rs 11,000 per month. The lowest wage of a laborer in our country is of per hour wage labor which is mere Rs 300 or Rs 303.

The Constitution of Pakistan contains a range of provisions with regards to Labour rights found in Part II: Fundamental Rights and Principles of Policy. (ILO, 2004)

Article 11 of the Constitution prohibits all forms of slavery, forced Labour and child Labour;

Article 17 provides for a fundamental right to exercise the freedom of association and the right to form unions;

Article 18 proscribes the right of its citizens to enter upon any lawful profession or occupation and to conduct any lawful trade or business;

Article 25 lays down the right to equality before the law and prohibition of discrimination on the grounds of sex alone;

Article 37(e) makes provision for securing just and humane conditions of work, ensuring that children and women are not employed in vocations unsuited to their age or sex, and for maternity benefits for women in employment.

So, the question arises what is the need of these amendments in legislature of labors if they still have to fight for their basic rights. What's the point of Labor Day if they still have to do work on that day too? Most of the laborer's are even not actually aware of the importance of this day. So, isn't it mere a holiday for those people to whom it doesn't already matter? Labor Day is not just meant to be celebrated to pay homage to the martyrs of Haymarket riot (1886), it was

also introduced so the labors could get those basic rights from which Chicago labors (Haymarket labors) had been deprived of. Every labor either butted to governmental organization or private organization, play an important role in establishment of Pakistan. What would happen if they stop their work and start hitting the roads because of minimum wages?

To improve this situation, government should provide proper financial rights and safety to the laborers. Every labor should be registered under the government either labors abutted to private or government sectors. A proper legislature should be introduced and ordered properly so no one can violate the law. Special funds and annuities should be given to the labors. Special safety funds, education funds for their children at least up to matric level, travel funds must be given especially to the laborers with lower wages. Pension should be allocated after retirement to the laborers either they belonged to governmental organizations or private organizations or independent work like masons and farmers etc. jobs should be provided to unemployed persons. Technical institutes should be opened so the skillful laborers work more efficiently and more they can earn.

However, it is our moral duty to pay the wages of the laborers on time. If someone is in higher management position then hire the persons who are illegible to those posts instead of taking those who are not illegible.

References

1. Rasheed. S. A. (2019, June 24). Setting the minimum wage. Daily Times. https://dailytimes.com.pk/417306/setting-the-minimum-wage/
2. ILO, (2004). National Labour Law Profile: Islamic Republic of Pakistan, international labor organization

☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام رمضان پلان لانچنگ تقریب کا انعقاد

ایگرز ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام ایگرز کلب کی افتتاحی تقریب میں چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی خصوصی شرکت و گفتگو

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
MAY-2021
LAHORE
Regd CPL No.45